وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

تقریر دلپذیر

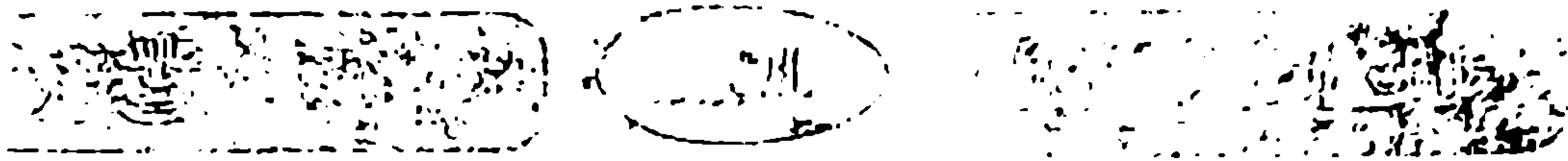
افادات:

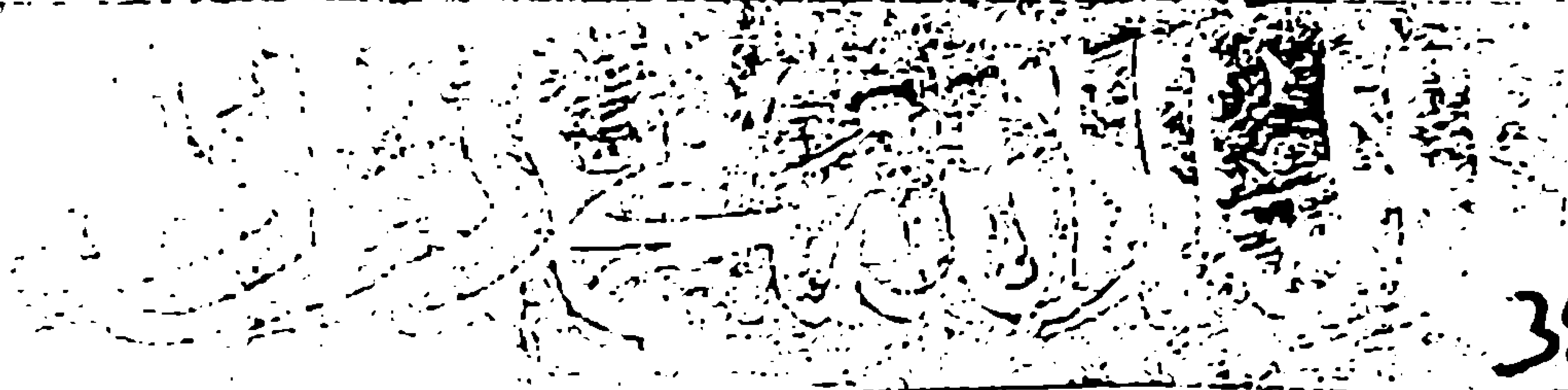
شیخ الحدیث مناظر اسلام

حضرت مولانا منیر احمد مدظلہم کہروڑپکا

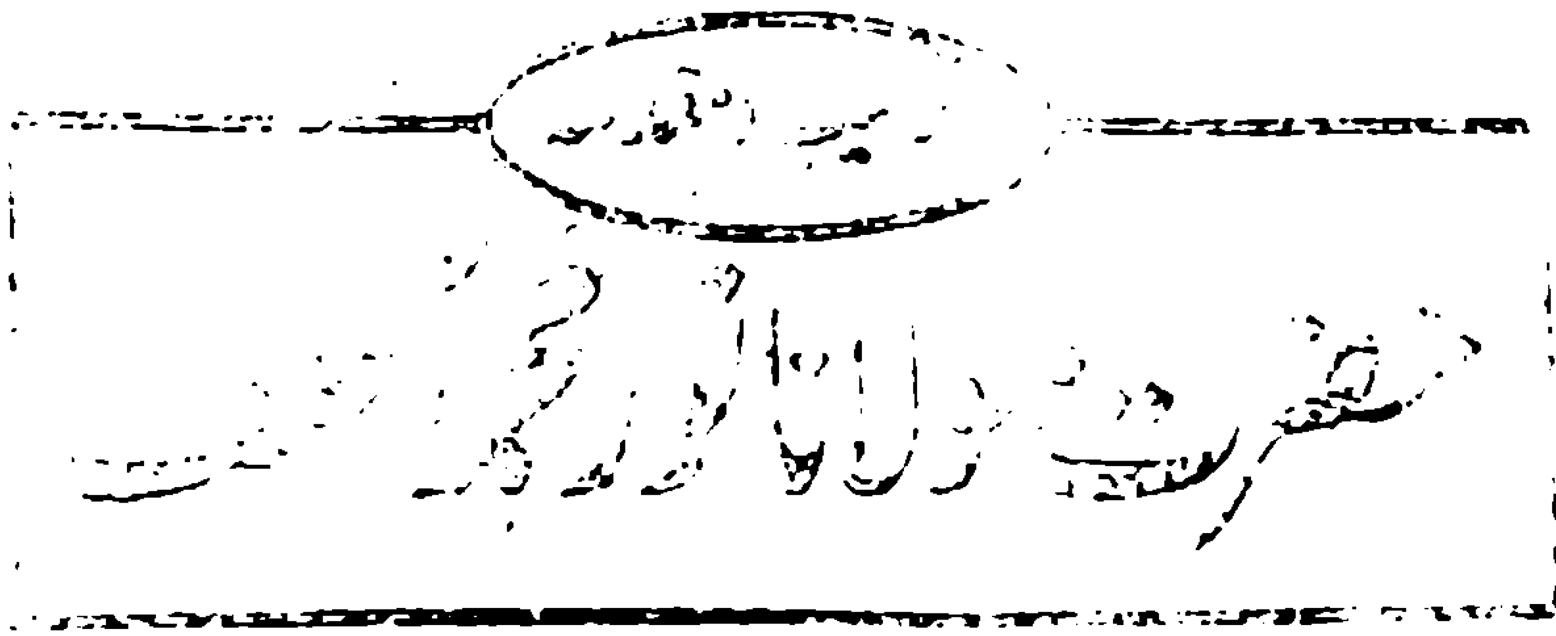
ترتیب و مقدمہ:

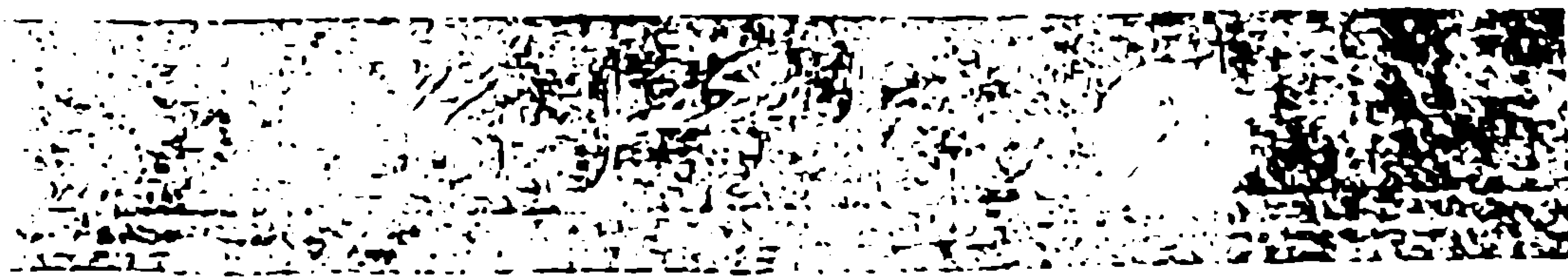
حضرت مولانا نور محمد آصف











بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفِ چند)

حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہم

جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہم نے حیات النبی ﷺ کے عنوان پر حلہ گنگ کے علاقہ میں ایک تقریر کی، جسے مولانا نور محمد آصف نے تحریر کیا، اور بزم شیخ الہند نے شائع کیا۔ یہ ۲۰۰۶ء میں منظر عام پر آئی۔ اس کا نام ”عقیدہ حیات النبی ﷺ پر تقریر دلپذیر“ ہے۔

اس میں دوسری تقریر مدنی مسجد چکوال ۱۲/ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ کی ہے، اس کے آخر میں مولانا منیر احمد صاحب منور مدظلہم کا ایک مضمون ہے۔ یہ تینوں ایک ساتھ شائع ہوئے جو ہم اس مجموعہ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون وقال النبی ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین

رب شرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی۔ رب زدنی علما وارزقنی فھما۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید'' آپ سب حضرات بھی باآواز بلند درود پاک پڑھ لیں۔

تمہید

میرے دوستو، بزرگو اور بھائیو! حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی ؒ ایک مثال دیا کرتے تھے کہ فصل کے دو قسم کے دشمن ہوتے ہیں۔ فصل کو کامیاب کرنے کے لئے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے فصل کی دونوں دشمنوں سے حفاظت ضروری ہے۔ ایک دشمن ہے باہر کا، دوسرا دشمن ہے اندر کا۔ باہر کا دشمن بعض جانور ہیں جو فصل کو نقصان پہنچاتے ہیں، ان سے حفاظت کرنی بھی ضروری ہے اور کچھ فصل کے دشمن وہ ہیں جو اندر ہی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے کیڑے، اب اگر کیڑا لگ جائے تو فصل ناکارہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا فصل سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے جیسے فصل کے بیرون دشمن سے حفاظت ضروری ہے۔ اسی طرح اس دشمن سے بھی فصل کو محفوظ رکھنا ضروری ہے جو کیڑے کی شکل میں پیدا ہو جاتے ہیں اور فصل کو خراب کر دیتے ہیں۔ ان کے لئے سپرے کیا جاتا ہے اور دوسری دوائیاں استعمال کی جاتی ہیں تاکہ فصل کے اندرونی دشمن یعنی کیڑے مر جائیں اور فصل دونوں قسم کے دشمنوں سے محفوظ ہو جائے۔

اسی طرح دین، ایمان کو خراب کرنے کے لئے ایک تو وہ دین دشمن لوگ ہیں جو باہر سے آتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو اہل حق کے اندر سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ دونوں دین، ایمان کے دشمن ہیں اور دین و ایمان کو برباد کرنے والے ہیں۔ کبھی باہر کے دشمن دین کو نقصان پہنچاتے ہیں اور کبھی اندر کے دشمن نقصان پہنچاتے ہیں۔ مگر اندر کے دشمن مار آستین اور دوست نما دشمن ہیں جو دین کو زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس لئے دین ایمان کی دونوں قسم کے دشمنان دین سے دین کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ قادیانی باہر سے آئے یا مسلمان کے اندر سے پیدا ہوئے ہیں؟ مسلمانوں کے اندر سے پیدا ہوئے ہیں۔ منکرین حدیث باہر سے آئے ہیں یا اندر سے پیدا ہوئے ہیں؟ یہ بھی اندر سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی طرح بریلوی، مماتی اور غیر مقلدین بھی وہ دشمنان دین ہیں جو مسلمانوں کے اندر سے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ ہیں اندر کے دشمن جو کیڑے مکوڑوں کی طرح فصل دین کو تباہ کرتے ہیں اور دین کے شجرہ طیبہ کی جڑیں کھوکھلی کر دیتے ہیں اور قصر دین کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ (بارش آ گئی آپ حضرات ذرا آگے ہو جائیں اور آگے ہو جائیں اور توجہ فرمائیں)

مماتی فتنہ

ہماری دیوبندی جماعت کے اندر بھی کچھ اس قسم کے لوگ پیدا ہو گئے ہیں، جو دیوبندی کہلا کر اپنے دیوبندی لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور صراط مستقیم سے ہٹاتے ہیں اور مسلک دیوبند سے منحرف کرتے ہیں۔

پس جیسے ہم نے باہر والے دشمن سے اپنے دین کو بچایا ہے، اسی طرح اندر سے پیدا ہونے والے دین دشمن گروہ سے بھی اپنے دین وایمان کو بچانا ہے بلکہ ان سے بچانا زیادہ ضروری ہے۔ اس طبقہ نے بڑے عجیب انداز سے اپنے ہی لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے توحید کا نعرہ لگا کر اسلاف واکابر کے طرز فکر وطریقہ دعوت کو چھوڑ کر نئے طرز فکر کے ساتھ نئے طریقے ایجاد کئے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ طریقے اشاعت توحید میں اور شرک کی بیخ کنی میں بڑے موثر ہیں۔ ان سے توحید کا پرچار اور شرک کا سدباب ہوجاتا ہے جو اس طبقہ نے اپنے ذہن سے اپنے طور پر اختیار کئے ہوئے ہیں۔ پس جب دعوت توحید میں اکابرین کے طرز فکر اور طرز عمل سے ہٹ گئے تو ان کے نظریات وافکار سے بھی ہٹتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ مسلک حقہ سے بہت دور ہو گئے۔ اپنے اکابرین بھی ان کو گمراہ ہی نہیں بلکہ مشرک نظر آنے لگے۔ انہوں نے یہ نعرہ لگایا کہ توحید صرف اور صرف ہمارے پاس ہے۔ ہمارے علاوہ جتنے بھی ہیں خود بڑے ہوں یا چھوٹے وہ توحید سے محروم ہیں اور پکے مشرک ہیں۔ اشاعت توحید کے ان خانہ زاد اختراعی طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ ہے۔ نبی کریم ﷺ اور باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں والی زندگی کا انکار کردیا جائے اور حیات فی القبر کے عقیدہ کو شرک کہا جائے اور حیات فی القبر کے قائلین کو مشرک کہا جائے۔ چنانچہ انہوں نے توحید وسنت کا، دعوت توحید کا، لازمی جزو بلکہ جزو اعظم بلکہ اصل توحید یہ ہی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور باقی انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر کا انکار کیا جائے اور اس کو شرک قرار دیا جائے اور قائلین کو مشرک کہا جائے۔ جب کہ پوری امت انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر پر متفق ہے۔ اسی طرح عند القبر انبیاء علیہم السلام کے سماع صلوٰۃ وسلام پر بھی متفق ہے۔ پوری امت کا یہ متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر پوری امت کا اجماع ہے

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سنایا کرتے تھے کہ یونس نعمانی کے ساتھ جنڈانوالہ میں میرا مناظرہ طے ہوا اور مقررہ وقت پر دونوں فریق وہاں پہنچ گئے۔ دونوں مناظر اور دونوں طرف کے علماء وعوام جمع ہیں لیکن ڈی ایس پی صاحب نے مداخلت کر کے مناظرہ پر پابندی لگادی اور دونوں فریقوں کو کہا کہ مناظرہ میں ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔ اس لئے آپ حضرات واپس تشریف لے جائیں۔ مگر ایک چیز دیکھ کر وہ بڑا حیران ہوا کہ مولانا یونس صاحب کتابوں کا ایک ٹرک بھر کر لائے ہیں اور مولانا اوکاڑوی صاحب مناظرہ کے لئے کتابوں کے دو بکسے لے کر آئے ہیں۔ ڈی ایس پی صاحب نے یہ دیکھا تو اس نے حیران ہوکر مولانا امین صاحب کو کہا مولانا مناظرہ تو میں نہیں ہونے دوں گا لیکن آپ یہ بتائیں کہ ان کا کتابوں کا ٹرک نظر آرہا ہے۔ لیکن آپ کے ہاں ٹرک کہیں نظر نہیں آرہا۔ مولانا نے جواب دیا کہ میری کتابیں دو بکسوں میں ہیں جو تانگے میں رکھے ہوئے ہیں۔ ڈی ایس پی سن کر بڑا حیران ہوا اور حیران ہوکر کہنے لگا کہ مولانا ایک طرف تو کتابوں کا ٹرک بھرا ہوا ہے۔

دوسری طرف کتابوں کے دو بکس ہیں۔ یہ مناظرہ کیسا ہے؟ مولانا اوکاڑوی نے عجیب بات کہی۔ فرمایا میرے بکس میں جتنی کتابیں ہیں خواہ تھوڑی یا زیادہ آپ اپنا آدمی بھیجیں وہ ان میں سے جو کتاب بھی اٹھا کر لے

آئے میں اس میں اپنا عقیدہ نکال کر دکھادوں گا اور یونس نعمانی صاحب بھی اپنے ٹرک سے کوئی کتاب نکال کر لے آئیں جس میں ان کا عقیدہ لکھا ہوا موجود ہو۔ ڈی ایس پی صاحب نے کہا چلو ٹھیک ہے اور اپنے ایک سپاہی کو کتاب لانے کے لئے حکم دیا۔ مولانا امین صاحب نے چابی دے دی اور فرمایا کہ آپ جو کتاب بھی چاہیں لے آئیں۔ جب سپاہی جا رہا تو ڈی ایس پی صاحب نے کہا کہ بھائی عربی کا ہمیں پتہ نہیں چلے گا۔ اردو کی کتابیں لے آنا وہ گیا اور چار کتابیں جو اوپر رکھی ہوئی تھیں، وہ لے آیا۔ معارف القرآن (مفتی محمد شفیع صاحب) اور مولانا منظور احمد صاحب نعمانی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب معارف الحدیث اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت مصطفیٰ اور مولانا بدر عالم میرٹھی کی کتاب ترجمان السنۃ۔ مولانا بدر عالم میرٹھی جو محدث العصر حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، انہوں نے حضرت شاہ صاحب سے سات دفعہ بخاری شریف پڑھی۔ مولانا اوکاڑوی نے ان چاروں کتابوں سے اپنا عقیدہ نکال کر ڈی ایس پی صاحب کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ دیکھو یہ میری کتابیں ہیں۔ ان میں میرا عقیدہ لکھا ہوا موجود ہے۔ اب آپ یونس نعمانی صاحب کو کہیں کہ وہ بھی اپنے ٹرک میں سے کوئی ایک کتاب لے کر آئیں جس میں ان کا عقیدہ لکھا ہوا موجود ہو۔ ڈی ایس پی صاحب نے یونس نعمانی صاحب کو کہا جناب آپ بھی اپنی کوئی کتاب لے آئیں جس میں آپ کا عقیدہ لکھا ہوا موجود ہو۔ وہ کہنے لگے کہ جی چھوڑو، لڑائی ہو جائے گی۔ ڈی ایس پی صاحب نے کہا: مولانا ان کی چار کتابیں آئیں ان سے کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور آپ کی ایک ہی کتاب یہاں آکر لڑنے لگ جائے گی۔ ڈی ایس پی نے بہت زور لگایا لیکن نعمانی صاحب ایک کتاب بھی لانے کی ہمت نہ کر سکے۔ مولانا اوکاڑوی صاحب نے فرمایا جناب ڈی ایس پی صاحب اصل بات یہ ہے کہ یہ بالکل ایک نیا فرقہ پیدا ہوا ہے جن کے عقیدے پر آج تک نہ کوئی رسالہ لکھا گیا اور نہ ہی کسی کتاب میں ان کا عقیدہ لکھا ہوا موجود ہے۔ یہ بالکل ایک نیا عقیدہ ہے اور نیا فرقہ ہے۔ جب یہاں تک بات پہنچ گئی تو ڈی ایس پی صاحب نے ایک تحریر لکھی کہ آج اہل سنت والجماعت اور ایک ایسے نئے فرقے کے درمیان مناظرہ طے ہوا جس کے عقیدے پر آج تک نہ کوئی رسالہ لکھا گیا ہے اور نہ ہی کسی کتاب میں ان کا عقیدہ لکھا ہوا مل سکتا ہے۔ لیکن انتظامیہ کی طرف سے پابندی لگ جانے کی وجہ سے مناظرہ نہ ہو سکا۔ ڈی ایس پی صاحب نے جب یہ تحریر لکھی تو وہیں ایک مولوی صاحب (جن کا غالباً مولانا اوکاڑوی صاحب نے یاسین نام بتایا تھا) وہیں موجود تھے جو ڈی ایس پی صاحب کے لڑکپن کے استاد تھے۔ بچپن میں ڈی ایس پی صاحب کہیں ان کے پاس پڑھتے رہے تھے، انہوں نے منت سماجت کی کہ جناب آپ نے جو یہ فیصلہ لکھا ہے، اس سے بہتر تھا کہ آپ نہ لکھتے۔ آپ نے تو ہمارا جنازہ ہی نکال دیا۔ آپ نے صراحۃً لکھ دیا ہے کہ ان کے عقیدہ پر نہ کوئی رسالہ ہے اور نہ کسی کتاب کے اندر ان کا عقیدہ لکھا ہوا ہے۔ پتہ چلا حیات النبی ﷺ کے انکار کا عقیدہ ایک نیا عقیدہ ہے۔ اس سے پہلے ان کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ میں اس وقت اسی حیات کے مسئلہ پر کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ آپ حضرات پہلے اپنا اور منکرین حیات کا عقیدہ سمجھ لیں۔ اس کے بعد پھر میں اپنے دلائل پیش کروں گا اور آپ کو دعوت دوں گا کہ آپ حضرات ان دلائل کی روشنی میں اس مسئلہ کے بارے میں جو حق سمجھتے ہیں، اس پر پکے رہیں اور جو لائن سے اتر چکے ہیں، ان کو بھی غور و فکر کی دعوت دوں گا کہ وہ بھی آئندہ کے لئے سوچیں کہ وہ کہیں راہ حق سے بھٹکے ہوئے تو نہیں اور صراط مستقیم کی لائن سے اترے ہوئے تو نہیں۔ توحید کے نام پر قرآن وحدیث کے نام پر دھوکہ کھا کر کہیں صراط مستقیم سے ہٹ تو نہیں گئے وہ اس پر غور و فکر کریں۔

اہل سنت والجماعۃ کا عقیدہ

میرے پیارو! اہل سنت کا اس مسئلہ میں عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اسی طرح باقی انبیاء علیہم السلام اپنے دنیا والے جسموں کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور کون سی قبریں؟ وہی قبریں جن کے اندر دنیا والا جسم ہے قبروں کے اندر دنیا والا اصلی عنصری جسم زندہ ہے۔۔ رہی یہ بات کہ زندہ کیسے ہیں؟ اس بات کو ذہن میں رکھو کہ زندگی جسم کے اندر آتی ہے۔ روح کے تعلق سے اور روح کے جسم سے تعلق کی دو صورتیں ہیں۔

۱...... روح کے جسم کے ساتھ تعلق کی ایک صورت یہ ہے کہ روح جسم کے اندر اور پورے جسم کے ساتھ اس کا تعلق ہو، پورے جسم میں اس کی تاثیر ہو۔ جیسے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو روح جسم کے اندر ہے اور پورے جسم میں اس کی تاثیر ہے۔

۲...... روح و جسم کے تعلق کی دوسری صورت یہ ہے کہ روح جسم سے باہر اپنے مستقر میں ہو یعنی موت کے بعد جو روح کا ٹھکانہ ہے، روح اس میں رہے لیکن اس ٹھکانے میں رہتے ہوئے روح کا ایک دنیا والے جسم کے ساتھ ایک کنکشن اور تعلق جڑ جائے زندگی روح اور جسم کے تعلق جڑنے کا نام ہے۔

روح کا تعلق جسم سے منقطع ہونے کا نام موت ہے۔ روح کا تعلق جسم کے ساتھ جڑ گیا تو حیات ہے خواہ تعلق جسم کے اندر رہ کر ہو یا جسم سے باہر رہ کر ہو۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور باقی انبیاء علیہم السلام کے دنیا والے اصلی عنصری حقیقی جسم اپنی اپنی قبروں کے اندر زندہ ہیں اور حیات فی القبر کا اجماعی عقیدہ ہی اس بات کی دلیل ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ ضرور تعلق ہے اور روح اور جسم کے تعلق کی وجہ سے قبور انبیاء میں اجساد مبارکہ زندہ ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اہل سنت والجماعت میں بعض اس چیز کے قائل ہیں کہ روح مبارک جسم کے اندر ہے اور بعض اس چیز کے قائل ہیں کہ روح جنت میں اور اس کا جسم اطہر کے ساتھ تعلق ہے اور اس تعلق کی وجہ سے جسم زندہ ہے۔ پس تعلق کی کیفیت میں تھوڑا سا اختلاف ہے کہ روح جسم کے اندر ہے یا جسم سے باہر ہوتے ہوئے اس کا جسد عنصری کے ساتھ تعلق ہے۔ لیکن روح و جسم کے تعلق پر اور اس تعلق کی وجہ سے جسم عنصری کی حیات پر سب اہل سنت کا اتفاق ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے اس تعلق کو سمجھانے کے لئے فتح الملہم میں ایک عجیب مثال دی ہے۔

”فرمایا کہ روح جسم سے باہر رہتے ہوئے روح کا تعلق جسم کے ساتھ ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے جسم میں حیات ہے۔ مثال یہ دی کہ دیکھو سورج زمین سے کتنی بلندی پر ہے۔ لیکن اس سورج کا زمین کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے زمین گرم ہو جاتی ہے۔ پانی گرم لوہا گرم ہو جاتا ہے۔ فصلیں پک جاتی ہیں، پھل پک جاتے ہیں جب سورج اور زمین کے درمیان اتنے فاصلے اور دوری کے باوجود محض سورج کے زمین کے ساتھ تعلق کی وجہ سے اتنے آثار و اثرات مرتب ہو جاتے ہیں تو روح مصطفیٰ کی طاقت سورج سے کہیں زیادہ ہے۔ لہٰذا روح کا بھی جسم عنصری کے ساتھ تعلق ہو اور اس تعلق کی وجہ سے حیات اور آثار حیات پیدا ہو جائیں تو کیا بعید ہے۔

دیکھئے انٹرنیٹ پروگرام کے ذریعے دنیا کے فاصلے سمٹ گئے ہیں ایک آدمی پاکستان میں بیٹھا ہوا اور انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا کی جس لائبریری کا مطالعہ کرنا چاہے کر سکتا ہے اور جس کتاب کا جو صفحہ چاہے حاصل بھی کر سکتا ہے۔ اگر وہ سائنسی ترقی کی وجہ سے اتنے فاصلوں کے باوجود یہ نتائج مرتب ہو سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اس سے بہت وسیع ہے۔ اللہ اپنی قدرت کے ساتھ روح اور جسم کی دوری کے باوجود روح کا جسم کے ساتھ تعلق پیدا کرے اور اس تعلق کی وجہ سے جسم میں حیات اور آثار حیات پیدا ہو جائیں تو یہ کیوں بات سمجھ نہیں آتی۔

منکرین حیات کا عقیدہ

اس کے مقابلہ میں منکرین حیات کا عقیدہ یہ ہے وہ کہتے ہیں کہ قبر میں جسم عنصری محفوظ تو ہے مگر اس میں نہ حیات ہے نہ حس وشعور ہے نہ علم وعقل ہے اور نہ ہی نبوت کے ساتھ متصف ہے۔ بس ایک دھڑ ہے جو تمام کمالات سے خالی ہے۔ حتیٰ کہ وصف نبوت سے بھی خالی اور عاری ہے۔ البتہ محفوظ ہے۔ اس میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ ہاں! روح زندہ ہے۔ وہ روح کی زندگی کو کبھی روحانی حیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ کبھی اس کو برزخی حیات کہتے ہیں اور کبھی اخروی حیات کا نام دیتے ہیں۔ لیکن جسم عنصری کو حیات اور دوسرے تمام کمالات سے خالی مانتے ہیں۔ لیکن لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا جسم آج بھی محفوظ معطر ہے۔ حتیٰ کہ جسم مبارک کو قبر میں رکھتے وقت اگر اس پر پانی کا کوئی قطرہ بھی تھا تو آج بھی وہ قطرہ اسی طرح موجود ہے۔ پھول تو کملا سکتا ہے مجال ہے کہ نبی پاک کے جسم مبارک میں کوئی فرق آ جائے، لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ پرکشش جملے تو کہیں گے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس جسم کے اندر حیات بھی مانتے ہیں؟ حیات ماننے کے لئے قطعاً تیار نہیں جسم کو تر وتازہ مانیں گے۔ محفوظ مان لیں گے۔ لیکن اس کے اندر حیات نہیں مانتے اور کبھی دھوکہ دینے کے لئے رافضیوں کی طرح تقیہ کر کے کہیں گے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے لئے موت کے بعد حیات اخروی مانتے ہیں اور حیاتی لوگ حیات دنیوی مانتے ہیں۔ پھر لوگوں سے پوچھیں گے تم بتاؤ دنیوی حیات اعلیٰ ہے یا اخروی حیات اعلیٰ ہے لوگ جواب میں کہتے ہیں۔ اخروی حیات اعلیٰ ہے۔ پھر مماتی عالم کہتا ہے عجیب بات ہے جو اعلیٰ حیات ما.نے وہ مماتی اور جو گھٹیا حیات مانے وہ حیاتی اور جہاں اکابرین کی کتابوں میں حیات روحانی یا حیات برزخی کا لفظ آ جائے ان عبارتوں کو اپنی تائید سمجھ لیتے ہیں اور اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لئے اکابرین کے ہمنوا بتانے کے لئے وہ عبارتیں پیش کرتے ہیں اور زور دے کر کہتے ہیں کہ ہم بھی اکابرین کی طرح حیات روحانی حیات برزخی کے قائل ہیں۔ مگر حیات دنیوی کے قائل نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ حیات فی القبر کے مختلف نام ہیں۔

حیات فی القبر کے مختلف نام

۱...... حیات دنیوی: اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ پر دنیا میں موت نہیں آئی اور آپ ﷺ اسی پہلی دنیا والی زندگی کے ساتھ عالم دنیا میں زندہ ہیں یا آپ ﷺ زندہ ہو کر عالم دنیا میں دوبارہ واپس آ گئے ہیں، بلکہ اس قبر والی حیات کو اسی وجہ سے حیات دنیوی کہا جاتا ہے کہ قبر میں اللہ تعالیٰ نے اس دنیا والے اصلی عنصری جسم کو ایک نئی عطاء کی ہے۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ حیات دنیوی کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ پر موت نہیں آئی اور وہی دنیا والی حیات باقی ہے یا آنحضرت ﷺ عالم دنیا میں دوبارہ تشریف لے آئے ہیں اور پہلے کی طرح دوبارہ عالم دنیا میں موجود ہیں۔ حیات دنیوی کا مطلب صرف یہ ہے کہ دنیا والا جسم قبر کے اندر زندہ ہے۔ اس وجہ سے اس کو حیات دنیوی کہا جاتا ہے۔ حیات دنیوی کا وہ معنی نہیں جو منکرین حیات لوگوں کو بتاتے ہیں کہ حیاتی لوگ نبی پاک ﷺ کی موت کے منکر ہیں اور عالم دنیا کے اندر زندہ مانتے ہیں۔

۲...... اس حیات کا نام ''حیات جسمانی'' بھی ہے۔ کیونکہ دنیا والا جسم عنصری قبر کے اندر زندہ ہے۔

۳...... اس حیات قبر کو ''حیات حسی'' بھی کہتے ہیں کیونکہ قبر میں وہی دنیا والا محسوس جسم زندہ ہے۔

۴...... حیات قبر کو "حیات حقیقی" بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ قبر میں دنیا والا جسم حقیقتاً زندہ ہے اور اس میں حقیقتاً آثار حیات موجود ہیں جسم میں حس و شعور علم و عقل اور کمالات نبوت موجود ہیں۔ آپ ﷺ روضہ اطہر کے پاس پڑھے ہوئے درود و سلام کو بلا واسطہ خود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں اور لطف و لذت حاصل کرنے کے لئے نماز بھی پڑھتے ہیں۔

۵...... اس حیات قبر کو "حیات برزخی" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ حیات عالم برزخ میں حاصل ہے۔ کیونکہ موت کے بعد عالم برزخ شروع ہو جاتا ہے۔

۶...... اس حیات قبر کو "حیات روحانی" بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں راحت و تکلیف کا اوّلاً تعلق جسم کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر جسم کے واسطہ سے روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر دنیا میں کوئی شخص جسم کے واسطے کے بغیر براہ راست روح کو راحت یا تکلیف پہنچانا چاہے تو یہ ناممکن ہے۔ پہلے جسم پر راحت و تکلیف کا ورود ہوگا۔ پھر جسم کے واسطے سے روح پر راحت یا تکلیف وارد ہوگی۔ لیکن عالم برزخ میں یعنی عالم قبر میں اوّلاً راحت و تکلیف کا تعلق روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر روح کے واسطے سے جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے حیات روحانی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہماری اس عالم دنیا کی حیات جسمانی کہا جاتا ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ صرف جسم زندہ ہے اور روح زندہ نہیں، بلکہ حیات جسمانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ عالم دنیا میں راحت و تکلیف کا اوّلاً تعلق جسم کے ساتھ ہوتا ہے اور جسم کے واسطے سے روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایسے ہی عالم قبر کی حیات قبر کو حیات روحانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اوّلاً راحت و تکلیف کا تعلق روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر روح کے واسطے سے جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ راحت و تکلیف کا جسم کے ساتھ تعلق ہونا ہی جسم کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

چنانچہ (تفسیر بیضاوی ص ۱۱۷) میں ہے: "وعن الحسن ان الشھداء احیاء عند الله تعرض رزقھم علی ارواحھم فیصل الیھم (الی الاجسام) الروح والفرح کما تعرض النار علی ارواح آل فرعون غدوا وعشیا فیصل الیھم الوجع" حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شہداء اللہ کے نزدیک زندہ ہیں۔ ان کے رزق ان کی روحوں پر پیش کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کے جسموں کی طرف بھی راحت و فرحت پہنچتی ہے۔ جیسا کہ آل فرعون کی ارواح پر صبح و شام آگ پیش کی جاتی ہے۔ پھر ان کے اجسام کی طرف درد پہنچتا ہے۔ پتہ چلا کہ اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا دنیوی، اصلی، عنصری جسم مبارک قبر اطہر میں زندہ ہے۔ لیکن اس حیات قبر کے مختلف وجوہات کی بناء پر مختلف نام ہیں اور بعض دفعہ چیز ایک ہوتی ہے۔ لیکن مختلف اعتبارات مختلف وجوہ کی بناء پر اس کے مختلف نام بن جاتے ہیں۔ جیسے ایک آدمی ماں والے تعلق کے اعتبار سے بیٹا ہے۔ بیٹی والے تعلق کے اعتبار سے باپ ہے۔ بہن والے تعلق کے اعتبار سے بھائی ہے۔ بیوی والے تعلق کے اعتبار سے شوہر ہے۔ بھتیجے کے اعتبار سے چچا۔ بھانجے کے اعتبار سے ماموں۔ اپنے چچا کے اعتبار سے بھتیجا۔ اپنے ماموں کے اعتبار سے بھانجا۔ پوتے کے اعتبار سے دادا، نواسے کے اعتبار سے نانا اور اپنے دادا کے اعتبار سے پوتا ہے۔ اپنے نانا کے اعتبار سے نواسہ۔ یہ ایک ہی شخص ہے۔ لیکن مختلف اعتبار سے اس کے مختلف نام ہیں۔ دنیوی حیات بھی یہی ہے۔ حیات جسمانی بھی یہی ہے۔ حیات حسی اور حیات حقیقی بھی یہی ہے حیات روحانی اور حیات برزخی بھی اس کا نام ہے۔ پس جیسے اس شخص کے نام بدلے ہیں شخص نہیں بدلا وہ ایک رہا ہے ایسے ہی حیات فی القبر کے مختلف نام ہیں۔ حیات دنیوی، حیات جسمانی، حیات حقیقی۔ حیات برزخی، حیات روحانی لیکن حیات ایک ہی ہے

کہ نبی کریم ﷺ کا دنیاوی جسم قبر میں زندہ ہے۔ چونکہ دنیاوی جسم زندہ ہے تو اس کا نام حیات دنیاوی۔ وہ دنیاوی جسم حسی ہے تو اس کا نام حیات حسی ہے اور اس جسم میں حقیقتاً حیات اور آثار حیات موجود ہیں تو اس کا نام حیات حقیقی ہے۔ عالم برزخ میں ہے تو حیات برزخی ہے اور چونکہ راحت و تکلیف کا اوّلاً تعلق روح کے ساتھ ہے۔ پھر اس کے واسطے سے جسم کے ساتھ ہے۔ اس لئے اس کا نام حیات روحانی ہے۔ یہ تو ہے ہمارا عقیدہ۔

منکرین حیات کا عقیدہ یہ ہے کہ روح زندہ ہے۔ وہ اسی کو حیات روحانی، حیات برزخی اور حیات اخروی کہتے ہیں۔ لیکن جسم کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر میں جسم محفوظ پڑا ہے۔ لیکن اس میں کوئی حس کوئی شعور اور کوئی کمال نہیں۔ حتیٰ کہ علم و عقل اور وصف نبوت سے بھی خالی ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ جب اس مسئلے پر رسالہ لکھیں گے تو نام رکھیں گے۔ حیات النبی ﷺ جیسا کہ مولوی عطاء اللہ بندیالوی صاحب نے اپنے رسالے کا نام حیات النبی ﷺ رکھا ہے۔ لیکن وہ دنیا والے جسم کے اندر حیات اور روح کا جسم کے ساتھ تعلق نہیں مانتے۔ یہ نام رکھ کر تاثر دیتے ہیں کہ ہم بھی حیات کے قائل ہیں۔ لیکن یاد رکھو وہ جس حیات کے قائل ہیں وہ صرف روح کی حیات ہے۔ وہ صرف اور صرف روح کو زندہ مانتے ہیں۔ جسم عنصری میں حیات نہیں مانتے۔ اب جھگڑا یہ ہوا کہ قبر میں اس جسم عنصری کے اندر حیات ہے یا نہیں۔ قبر میں جسم عنصری زندہ ہے یا نہیں۔

اصل اختلاف کیا ہے

دوسری بات یہ یاد رکھنا کہ تین چیزیں ہیں جن میں سے دو پر دونوں فریقوں کا اتفاق ہے۔ تیسری چیز میں اختلاف ہے۔

۱..... روح زندہ ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

۲..... اس عالم دنیا میں نبی پاک ﷺ پر موت آئی ہے۔ جس طرح ہر پیغمبر پر اور ہر فرد بشر پر موت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عالم دنیا میں جو زندگی دی ہے وہ محدود ہے۔ اس زندگی کی ایک انتہاء ہے۔ اسی انتہاء کا نام موت ہے۔ نبی پاک ﷺ کی دنیا میں جو زندگی تھی، اس کی مدت تریسٹھ سال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی عمر کی تریسٹھ بہاریں پوری ہوگئیں اور تریسٹھ سال کی مدت پوری ہوگئی۔ آپ ﷺ پر موت کا لمحہ آیا۔ وفات آپ ﷺ پر وارد ہوئی۔ اس پر بھی سب کا اتفاق ہے۔ یہ غلط پروپیگنڈہ ہے کہ حیاتی لوگ آپ ﷺ کی موت کے منکر ہیں۔ یاد رکھنا موت کا کوئی بھی منکر نہیں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ موت کی یہ کیفیت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی روح مبارک کو جسم اطہر کے کسی ایک حصہ میں سمٹ دیا۔ جسم سے نکالا نہیں یا روح جسم میں اسی طرح پھیلا رہا۔ لیکن روح کی جو جسم میں تاثیر ہے اور روح کے جسم کے اندر جو اثرات ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے وقتی طور پر روک دیا۔ یہ بھی ایک قسم کی موت ہے۔ روح کی تاثیر سے جسم کے اندر حیات آتی ہے۔ روح کی تاثیر کو روک دیا تو موت آ گئی۔ لہٰذا جن لوگوں نے جسم کے اندر روح کے باقی رہتے ہوئے جسم میں تاثیر کے منقطع ہونے کا قول کیا ہے، وہ موت کے منکر نہیں۔ البتہ موت کی ایک خاص کیفیت بتائی ہے لیکن جمہور اس چیز کے قائل ہیں کہ روح مبارک جسم اطہر سے نکالی گئی ہے اور آپ ﷺ پر موت خروج روح کی صورت میں آئی ہے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اختلاف آپ ﷺ کی موت میں نہیں بلکہ کیفیت موت میں اختلاف ہے۔ لہٰذا عالم دنیا میں آپ ﷺ کی موت کا کوئی بھی منکر نہیں ہے۔

ان دو چیزوں پر پوری امت متفق ہے کہ نبی ﷺ کی روح مبارک زندہ ہے اور عالم دنیا کی موت کا آپ ﷺ پر وارد بھی برحق ہے۔ اب ایک تیسری چیز ہے کہ جس میں اختلاف ہے۔ وہ یہ کہ قبر کے اندر دنیا والا جسم زندہ ہے یا زندگی کے بغیر محض ایک دھڑ محفوظ پڑا ہے۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور دوسرے تمام انبیاء کی ارواح کا ان کے دنیا والے اصلی عنصری جسموں کے ساتھ تعلق قائم کر دیا ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے جسم میں حیات اور آثار حیات پیدا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا روح کا جنت میں ہونا بھی برحق اور قبر میں جسم کا زندہ ہونا بھی برحق ہے اور منکرین حیات کہتے ہیں کہ قبر میں انبیاء کے دھڑ محفوظ پڑے ہیں۔ لیکن ان کے اندر نہ حیات ہے نہ اور کوئی کمال ہے۔ حتیٰ کہ وصف نبوت سے بھی خالی ہے۔ اس اختلاف کے سمجھنے کے بعد جو سمجھدار لوگ ہیں، ان کے لئے میں ایک بات کہتا ہوں۔ پہلے وہ اس بات کو خود سمجھیں پھر دوسروں کو سمجھائیں۔ وہ یہ ہے کہ عالم دنیا میں نبی پاک ﷺ کی موت برحق ہے۔ اس میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اب اگر کوئی آدمی نبی کریم ﷺ کی موت یا عام انسانوں کی موت والی درجنوں آیتیں پڑھ دے اور دنیا والی موت کی سینکڑوں حدیثیں پڑھ دے تو آپ بتائیں کہ اس سے قبر میں دنیاوی جسم کا بے حس اور بے جان ہونا ثابت ہو جاتا ہے؟

بھلے لوگو! یہ آیتیں اور حدیثیں تم تب سناؤ جب کوئی آدمی عالم دنیا میں آپ ﷺ کی موت کا انکار کرے۔ جب اہل سنت میں سے کوئی شخص بھی اس کا منکر نہیں تو ان آیات واحادیث پڑھنے کا کیا مطلب۔ اس لئے جو حضرات حیات کو ثابت کرنے والے ہیں وہ دلائل سے یہ ثابت کریں گے کہ قبر کے اندر دنیا والا جسم زندہ ہے۔ وہ اپنے اس دعوے پر دلائل پیش کریں گے اور جو قبر کے اندر دنیا والے جسم کو زندہ نہیں مانتے۔ قبر کی زندگی کے منکر ہیں اور اس دلائل پیش کریں گے کہ دنیا والا جسم قبر بے حس و بے جان ہے اور روح کا دنیا والے جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

مناظرہ ھتھیجی: اس پر میں آپ کو ایک بات سناتا ہوں۔ ہمارے ایک طالب علم نے مماتیوں کے ایک مدرس کے ساتھ مناظرہ طے کیا۔ ہمارے طالب علم کا نام جمیل الرحمن عباسی ہے اور مماتیوں کے مدرس کا نام مولوی نصر اللہ ہے۔ دونوں کے درمیان مسئلہ حیات پر گفتگو ہوئی۔ بالآخر دونوں نے آپس میں مناظرہ طے کر لیا اور جو مناظرہ کی تحریر لکھی گئی اس میں مولوی نصر اللہ نے جمیل الرحمن عباسی کو بڑا دھوکہ دیا۔ عباسی صاحب سے یہ لکھوایا کہ وہ ثابت کرے گا کہ نبی پاک ﷺ قبر اطہر کے اندر دنیاوی جسم کے ساتھ زندہ ہیں اور مولوی نصر اللہ نے اپنے بارے میں یہ لکھا کہ میرا اور میری جمعیت اشاعت توحید والسنۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ قبر میں دنیا والے جسم کے ساتھ زندہ نہیں ہیں۔ آگے کچھ اور شرائط بھی لکھی گئیں۔ جب مناظرہ کے لئے طے شدہ جگہ پر اکٹھے ہوئے تو ہماری طرف سے جمیل الرحمن عباسی مناظر اور حضرت مولانا انور اوکاڑوی صاحب صدر مناظر تھے اور مولانا امداد اللہ انور ان کے ساتھ دوسرا میرا نام تھا۔ ہم دونوں قائلین حیات کی طرف سے ثالث تھے اور مماتیوں کی طرف سے مولانا نصر اللہ صاحب، مناظر مولانا عبدالرحیم نظامی صدر مناظر اور مولانا عبدالغنی صاحب کے بیٹے مولانا محمد اور ان کے شیخ الحدیث مولانا مشتاق احمد صاحب ربانی ثالث تھے۔ جب بات شروع ہونے لگی تو مناظرہ شروع ہونے سے پہلے میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ بھائی دیکھو! چونکہ میں ثالث ہوں۔ اس لئے ثالث ہونے کی حیثیت سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ مقامی تین زمیندار جو مناظرہ کرا رہے تھے میں نے ان کو بھی متوجہ کیا کہ آپ حضرات بھی میری بات اچھی طرح سمجھیں۔ اگر سمجھ نہ آئے تو پوچھ لیں۔ ہمیں کسی ایک نقطہ پر متفق ہو جانا چاہئے جس پر ہم ثالث فریقین کے دلائل کو پرکھیں۔ ہمیں کوئی ایک نقطہ سامنے رکھ لینا چاہئے اور ایک ہدف متعین کر لینا چاہئے۔

قائلین حیات جو دلیل پیش کریں اس کو اسی نقطہ پر رکھیں اور منکرین حیات بھی جو دلیل پیش کریں اس کو بھی اس نقطہ پر رکھیں۔ تاکہ ہم ثالث لوگ آسانی کے ساتھ فیصلہ کر سکیں۔ میں نے کہا کہ یہاں پر دونوں فریقوں کے علماء وعوام جمع ہیں۔ سب غور سے سنیں۔

۱...... روح کی زندگی پر سب کا اتفاق ہے۔ اس میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اس لئے قائلین حیات روح کی حیات والی حدیثیں پیش نہیں کریں گے۔

۲...... عالم دنیا کے اندر نبی کریم ﷺ پر موت کا وارد ہونا برحق ہے۔ آپ ﷺ پر عالم دنیا میں موت آئی ہے، اس میں بھی کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ لہٰذا منکرین حیات دنیا والی موت کی آیتیں اور حدیثیں نہیں پڑھیں گے۔ میں نے ساتھ ہی وہ آیتیں اور حدیثیں پڑھ دیں۔ میں نے کہا کہ: ''انك میت وانهم میتون'' نہیں پڑھیں گے۔ کیونکہ اس میں دنیاوی موت کا وعدہ ہے کہ آپ پر بھی موت آئے گی اور ان پر بھی موت آئے گی۔ کہاں؟ دنیا میں ''کل نفس ذائقة الموت'' نہیں پڑھیں گے۔ ''اینما تکونوا ایدرککم الموت'' بھی نہیں پڑھیں گے۔ ''الله یتوفی الانفس حین موتها'' بھی نہیں پڑھیں گے۔ ''اموات غیر احیاء'' بھی نہیں پڑھیں گے۔ کیونکہ ان آیات میں عالم دنیا کی موت کا بیان ہے۔ ان کا قبر والی حالت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کیا۔ ''انك میت وانهم میتون'' کا یہ مطلب ہے کہ آپ ﷺ پر قبر میں موت آئے گی۔ ''کل نفس ذائقة الموت'' کا یہ معنی ہے کہ ہر ایک نے قبر میں موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ لہٰذا دنیا والی موت کے بارے میں جو آیتیں اور حدیثیں ہیں، یہ نہیں پڑھی جائیں گی۔ کیونکہ دنیا والی موت کی آیات اور احادیث کو قبر کی حالت پر چسپاں کرنا قرآن وحدیث میں تحریف ہے۔

۳...... اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا دنیا والی اصلی عنصری جسم قبر میں محفوظ ہے اور زندہ ہے۔ جب کہ منکرین حیات کا عقیدہ ہے کہ قبر کے اندر نبی ﷺ کا جسم محفوظ تو ہے۔ لیکن زندہ نہیں ہے۔ یہ ہے نقطہ اختلاف اور یہ اصل جھگڑا ہے۔ میں جمیل الرحمن عباسی کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسے دلائل پیش کریں کہ جن سے ثابت ہو کہ نبی کریم ﷺ کا دنیا والا جسم قبر میں زندہ ہے اور مولانا نصر اللہ صاحب سے بھی ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ بھی ایسے دلائل پیش کریں کہ جن سے یہ ثابت ہو کہ نبی کریم ﷺ کا دنیا والا جسم قبر میں بے حس و بے جان ہے اور روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب وہ بے دست و پا ہو گئے۔ اس لئے فوراً مولوی محمد صاحب کھڑے ہو گئے اور انہوں نے شرائط مناظرہ کی تحریر لہرا کر کہا کہ ہم حیات کے منکر ہیں۔ دلیل ہمیشہ مثبت کے ذمہ ہوتی ہے۔ منکر نافی کے ذمہ نہیں ہوتی۔ اس لئے دلیل ہمارے ذمہ نہیں۔ میں دوبارہ کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ قبر والی حیات کی نفی کرتے ہیں۔ یہ آپ کی نفی دلیل کے ساتھ ہے یا دلیل کے بغیر ہے یا تو آج لکھ کر دے دو کہ ہم قبر کی زندگی کا دلیل کے بغیر انکار کرتے ہیں اور ہماری نفی بے دلیل ہے اور اگر نفی دلیل کے ساتھ کرتے ہیں تو آپ دلیل پیش کریں۔ (نعرے)

دوسری بات یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ نافی کو دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میں نے کہا کہ توحید کی تو ابتداء ہی نفی سے ہے۔ ''لا اله الا الله'' نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، اگر آپ کہتے ہیں کہ نفی کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی تو آج پتہ چلا کہ اشاعت التوحید والسنۃ والوں کی توحید بھی بے دلیل ہے۔ جب میں نے یہ بات کی تو وہ دوبارہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اچھا چلو بات شروع کرو۔ تقریباً دو گھنٹے مناظرہ ہوا۔ لیکن وہ تینوں

زمیندار اور سب علماء عوام منتظر رہے کہ مماتی حضرات کوئی ایک دلیل تو پیش کریں کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ نبی پاک ﷺ کا قبر کے اندر دنیا والا جسم بے حس و بے جان ہے۔ لیکن اخیر تک نہ کوئی آیت پیش کر سکے نہ کوئی حدیث پیش کر سکے۔ ان کا مناظر یہ آیت پڑھتا: ''انک میت وانھم میتون'' تو لوگ کہتے کہ یہ تو دنیا والی موت ہے۔ وہ پڑھتا: ''اموات غیر احیاء'' زمیندار جو مناظرہ کرا رہے تھے وہی کہتے اس میں دنیا والی موت کا بیان ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ محض ایک دعویٰ ہے کہ ہمارے پاس قرآن کی ستر آیات مبارکہ اور دو سو احادیث مقدسہ ہیں۔ یاد رکھئے! ان ستر آیات کا اور دو سو احادیث کا قبر والی حالت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان میں ایک آیت اور ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ قبر میں دنیا والا جسم بے حس و بے جان ہے اور روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے ان میں دنیا والی موت کا بیان ہے۔ جس میں کوئی جھگڑا ہی نہیں۔

اہل سنت والجماعت کے دلائل

اب ہمارے دلائل سنئے۔ ہم دلائل سے ثابت کریں گے کہ نبی کریم ﷺ کا اور باقی انبیاء کے دنیا والا جسم قبر میں زندہ ہیں۔ بعض دفعہ سمجھدار غیر علماء بھی بڑی پتے کی بات کر جاتے ہیں۔ ہمارے کہروڑ پکا شہر میں ایک ہمارے دوست ہیں۔ حاجی ابراہیم صاحب وہ حج پر گئے ہوئے تھے۔ یہ حیات کے قائل اور کہروڑ پکا کا ایک بریلوی شیخ الحدیث عبدالکریم قصوری بھی حج پر گیا ہوا تھا اور کہروڑ پکا کا ایک مماتی عبدالحئی نامی بھی حج پر گیا ہوا تھا۔ اتفاقاً تینوں روضہ پاک ﷺ پر اکٹھے ہو گئے۔ حاجی ابراہیم صاحب نے کہا بھائی ہمیں روضہ پاک ﷺ پر آنے کا حق ہے۔ تمہیں یہاں آنے کا کوئی حق نہیں۔ عبدالکریم قصوری صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ جب تمہارا عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ پر ہر جگہ حاضر ناظر ہیں اور ہر جگہ موجود ہیں اور جہاں بھی درود پڑھا جائے وہ آپ ﷺ خود سنتے ہیں تو آپ یہاں کیا لینے آئے ہیں۔ عبدالحئی نے کہا کہ عبدالحئی صاحب! تمہارے نزدیک روضہ پاک میں کوئی چیز نہیں۔ تمہارا عقیدہ ہے کہ قبر میں نبی پاک ﷺ کا جسم بے حس و بے جان بغیر علم و عقل کے محفوظ پڑا ہوا ہے۔ جس میں نہ حیات ہے نہ آثار حیات ہیں۔ بس ایک دھڑ ہے جو محفوظ پڑا ہے۔ آپ ﷺ نہ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں اور نہ ہی جواب دیتے ہیں۔ جب تمہارا یہ عقیدہ ہے تو تمہارے یہاں آنے کا کیا مطلب ہے۔ ہمارا اہل سنت والجماعت کا حق بنتا ہے کہ ہم روضہ پاک پر حاضری دیں اور صلوٰۃ وسلام پڑھیں۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ قبر کے پاس پڑھا ہوا درود وسلام خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور دور سے پڑھا ہوا درود وسلام آپ کے پاس پہنچایا جاتا ہے اور ہم ہر جگہ حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ بھی نہیں رکھتے۔ اس لئے ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم روضہ پر حاضری دیں اور درود وسلام پڑھیں اور جو لوگ حضور ﷺ کو قبر میں نہ زندہ مانتے ہیں نہ صلوٰۃ وسلام کے سماع کا عقیدہ رکھتے ہیں یا ہر جگہ حاضر ناظر مانتے ہیں یا ہر جگہ سے درود وسلام سننے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کا روضہ پاک پر حاضر ہونے کا کوئی حق نہیں بنتا۔ (نعرے) مسلک علماء دیوبند زندہ باد، عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد!

عقیدہ حیات النبی ﷺ کا ثبوت قرآن مجید سے

قرآن کریم کی جو میں نے آیت پڑھی ہے: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون'' اس سے حیات انبیاء پر علماء کرام نے استدلال کیا ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب

الروح میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے انباء الاذکیا میں حیات انبیاء پر اس سے دلیل پکڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں حکم دیا ہے کہ جو اللہ کے راستے میں قتل کئے جاتے ہیں، ان کو یہ نہ کہو کہ یہ مردہ ہیں۔ بلکہ یہ زندہ ہیں۔ لیکن تم اس زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کون ہوتا ہے؟ انسان کے اندر دو ہی اجزاء ہیں، روح اور جسم۔ اللہ کے راستے میں جو قتل ہوا وہ روح ہے یا جسم؟ جسم ہے زخم جسم کو لگتے ہیں۔ ٹکڑے ٹکڑے جسم ہوتا ہے جسم پر تلوار چلتی ہے۔ جسم کو ہی گولی لگتی ہے اور جسم ہی تہہ تیغ ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ کے راستے میں جو قتل کئے جاتے ہیں وہ اجسام ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ شہداء کے جسم مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ: ''جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کئے گئے ہیں وہ زندہ ہیں۔ یعنی شہداء کے جسموں کو مردہ نہ کہو۔ کیونکہ وہ زندہ ہیں۔''

اور یہ ظاہر بات ہے کہ جن کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے، زندہ بھی وہی ہیں۔ چونکہ شہداء کے دنیا والے جسم جو قتل ہوئے جن پر فعل قتل وارد ہوا جو مقتول فی سبیل اللہ ہیں، ان کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ شہداء کے دنیاوی جسم ہی زندہ ہیں تو زندہ کن کو کہا گیا؟ دنیا والے جسموں کو۔ ہمارے سامنے زندگی کا نقشہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور ہمارا مشاہدہ ہے کہ جو زندہ ہے چلتا پھرتا ہے۔ کھاتا پیتا ہے۔ اس کی نبض چلتی ہے۔ دل دھڑکتا ہے۔ اس کے اندر نقل و حرکت ہے۔ ہم یہ آثار حیات محسوس کرتے ہیں اور ان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ کوئی آدمی سوچ سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا اور مماتی اور غیر مقلدین تو کہتے بھی ہیں کہ اگر شہداء کے دنیاوی جسم زندہ ہوتے تو سانس لیتے۔ ادھر ادھر دیکھتے (مار پڑنے پر چیختے چلاتے) لیکن ہمیں تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے جواب کے لئے ارشاد فرمایا: ''ولکن لا تشعرون'' کہ شہداء کے دنیاوی جسم زندہ ہیں۔ لیکن ان کی زندگی تمہارے شعور میں نہیں آسکتی۔ تم اپنے ظاہری حواس کے ساتھ محسوس نہیں کر سکتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ شہید کی آنکھیں ادھر ادھر نہیں گھومتیں۔ زبان نہیں بولتی۔ نبض نہیں چلتی۔ دل نہیں دھڑکتا۔ وہ سانس بھی نہیں لیتا۔ ایک دھڑ ہے جو سامنے پڑا ہوا ہے، ہمیں اس میں حیات اور آثار حیات نظر نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں۔ فرمایئے! ہمارا مشاہدہ سچا ہے یا اللہ کی خبر سچی ہے؟ یقیناً اللہ کی خبر سچی ہے کہ شہداء دنیا والے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں۔ شہداء کی جسمانی زندگی عالم الشہادت کی چیز نہیں بلکہ عالم غیب کی مخفی زندگی ہے۔ عالم الشہادۃ والی مشاہداتی زندگی نہیں اس لئے اس مخفی زندگی کو آنکھ کان کے شعور سے نہیں، ایمان کے نور سے مانا جائے گا۔ اس زندگی کو وہی مان سکتا ہے جس میں ''یؤمنون بالغیب'' والی ایمانی صفت موجود ہو۔

علم و شعور کا فرق

شعور کسے کہتے ہیں؟ اے میرے بھائی! شعور کہتے ہیں ظاہری حواس کے ساتھ کسی چیز کا ادراک کرنا۔ زبان سے چکھ لیں تو ذائقے کا پتہ چلتا ہے آنکھ سے دیکھ کر۔ ناک سے سونگھ کر۔ کانوں سے سن کر۔ ہاتھ سے پکڑ کر۔ کسی چیز کو جان لینا اس کو شعور کہا جاتا ہے اور عقل کے ساتھ کسی چیز کا جاننا اس کو علم کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ولکن لا تشعرون'' کہ تم ظاہری حواس کے ساتھ شہداء کی زندگی کا شعور و ادراک نہیں کر سکتے۔ یہ نہیں فرمایا: ''ولکن لا تعلمون'' کہ تم عقل و دلیل کے ساتھ جان بھی نہیں سکتے۔ شہداء کی زندگی ظاہری حواس کے شعور و ادراک کی گرفت سے باہر ہے۔ لیکن عقل و دلیل کے ساتھ اور ایمان کی قوت کے ساتھ اس کا جاننا اور ماننا کوئی مشکل نہیں۔ شہداء کے دنیا والے جسم اس آیت کے مطابق زندہ ہیں اور بناوٹی اور نقلی جسم نہیں بلکہ اصل دنیا

والے جسم زندہ ہیں۔ اصول فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے، وجوہ الاستدلال اربعة استدلال کے چار طریقے ہیں۔ عبارۃ النص، دلالت النص، اشارۃ النص، اقتضاء النص۔ اصول فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ان چار طریقوں میں سے جس طریقہ سے بھی کوئی دعویٰ نص سے ثابت ہو جائے وہ ثابت بالنص ہوتا ہے۔ یعنی قرآن وحدیث سے ثابت سمجھا جاتا ہے۔ عبارۃ النص یہ ہے کہ کوئی بات قرآن وحدیث کے صاف لفظوں میں واضح طور پر بیان کی گئی ہو تو وہ بھی ثابت بالنص ہے اور باقی تین طریقوں سے ثابت شدہ دعویٰ بھی ثابت بالنص ہوتا ہے۔ یہاں پر نبی کریم ﷺ اور باقی انبیاء کی حیات دلالۃ النص کے طریقہ پر ثابت ہوتی ہے۔ میں اپنے بھائیوں کو ذرا دلالۃ النص سمجھا دوں۔ قرآن میں ”ولا تقل لھما اف“ اپنے ماں باپ کو اف نہ کہو اس میں صراحتاً منع کیا گیا ہے ماں باپ کو اف کہنے سے۔ اب اگر کوئی عقل کا اندھا جوتا لے کر اپنے باپ کے سر میں ٹھاہ ٹھاہ مارنا شروع کر دے۔ وہ مار رہا ہے اس کو کوئی آدمی یہ آیت پڑھ کر سنائے۔ ”ولا تقل لھما اف“ کہ ماں باپ کو اف نہ کہو اور تو اللہ کے اس حکم کے خلاف کر رہا ہے وہ جواب میں کہے کہ میں نے اپنے باپ کو اف ایک دفعہ بھی نہیں کہا۔ میں تو جوتے مار رہا ہوں تو وہ کہے گا اللہ کے بندے! جب ماں باپ کو اف نہیں کہہ سکتے تو جوتے بطریق اولیٰ نہیں مار سکتے۔ اس کا نام دلالۃ النص ہے۔ یعنی اف کہنا ادنیٰ درجے کی توہین ہے۔ جب ماں باپ کے لئے ادنیٰ درجے کی توہین بھی گوارہ نہیں تو جوتے مارنے والی اس سے بڑی توہین کیسے گوارہ ہو سکتی ہے۔ یہی دلالت النص ہے ایک آدمی کتاب نیچے زمین پر رکھ کر پڑھ رہا ہے۔ دیکھنے والے نے سمجھا کہ کوئی دینی کتاب ہے جو نیچے رکھ کر پڑھ رہا ہے۔ اس نے نصیحت کے طور پر کہا کہ بھائی جان! دینی کتاب نیچے نہ رکھا کریں۔ وہ جواب دے جناب یہ دینی کتاب نہیں۔ یہ تو قرآن مجید ہے۔ وہ کہے گا، اللہ کے بندے! جب دینی کتاب بھی نیچے نہیں رکھ سکتے تو قرآن مجید کا نیچے رکھنا بطریق اولیٰ حرام ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی شان زیادہ ہے، دینی کتاب کی شان کم ہے۔ جب تم کم مرتبہ والی کتاب کو بھی نیچے نہیں رکھ سکتے تو بڑی شان والی کتاب بطریق اولیٰ نیچے نہیں رکھ سکتے تو بلند مرتبہ والی کتاب بطریق اولیٰ نہیں رکھ سکتے۔ اس کا نام دلالت النص ہے۔ جب اس آیت سے ثابت ہوا کہ شہداء کے دنیا والے جسم زندہ ہیں تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ:

۱...... بلند مرتبہ والوں کے دنیاوی جسم بطریق اولیٰ زندہ ہیں تو نبیوں کے دنیاوی جسم بطریق اولیٰ زندہ ہوں گے۔

۲...... یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امتیوں کے دنیاوی جسم زندہ ہوں۔ نبیوں علیہم السلام کے مردہ ہوں۔

۳...... شہداء کو شہادت ملی انبیاء کی اطاعت کی وجہ سے۔ مرتے کافر بھی ہیں، لیکن وہ شہید نہیں کیونکہ وہ نبیوں کے مطیع وفرمانبردار نہیں۔ شہیدوں کو جو زندگی ملی وہ انبیاء کی اطاعت کی وجہ سے ملی ہے۔ جب شہداء کو شہادت نصیب ہوئی انبیاء کی اطاعت کی وجہ سے شہداء کو زندگی ملی۔ انبیاء کی اطاعت کی وجہ سے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انبیاء کی اطاعت کی وجہ سے شہداء کو تو زندگی مل جائے اور خود مردہ بے حس و بے جان ہوں۔ اس لئے جب شہداء زندہ ہیں، جن کی وجہ سے شہداء کو زندگی ملی وہ بطریق اولیٰ زندہ ہوں گے۔

۴...... یہ نقطہ بھی بڑا اہم ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مقام نبوت کے ساتھ مقام شہادت بھی عطاء کیا ہے۔ حدیث پاک میں ہے: نبی کریم ﷺ آخری وقت میں فرماتے تھے کہ اے عائشہ وہ زہر جو مجھے یہودیوں نے کھلایا تھا اس سے میری رگیں کٹتی جا رہی ہیں۔ اس لئے اسباب کے درجہ میں زہر کا اثر موت کا سبب بنا اگر اس پہلو کو سامنے رکھا جائے تو نبی ﷺ شہید بھی ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کے شہید ہونے کا تقاضا بھی یہی ہے کہ

شہداء کی طرح آپ کا دنیاوی جسم بھی زندہ ہے۔شہید ہونے کی وجہ سے اس صورت میں آپ ﷺ کی حیات فی القبر عبارت النص سے ثابت ہوتی ہے۔یعنی قرآن کریم کی صاف صریح نص سے آپ کے دنیاوی جسم کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور انبیاء کے دنیاوی جسم قبروں میں ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء کے دنیاوالے جسم قبروں میں زندہ ہیں۔ یہی ہمارا دعویٰ ہے۔ہم نے دلیل بھی اس پر پیش کر دی ہے۔کوئی کہہ سکتا تھا کہ شہداء کو مردہ کہنے سے جو روکا گیا ہے عقیدہ ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ادب وعقیدت کی وجہ سے ہے۔اس لئے اللہ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا:''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون''جو اللہ کے راستے میں قتل کئے جاتے ہیں،ان کو وہ گمان بھی نہ کرو۔ذرا غور فرمائیں اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں شہداء کو مردہ گمان نہ کرو۔ان کے بارے میں یہ گمان نہ رکھو کہ وہ مردہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے شہداء کو مردہ گمان کرنے سے منع کیا تو جو مردہ ہونے کا عقیدہ بنالے تو اس کا یہ عقیدہ قرآن کے مطابق ہے یا قرآن کے خلاف؟ قرآن کے خلاف ہے۔لیکن دعویٰ یہ ہے اساڈے کول اللہ دا قرآن ہے۔(یعنی منکرین حیات کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اللہ کا قرآن ہے۔آصف) قرآن کہتا ہے کہ شہداء کو مردہ گمان نہ کرو اور انہوں نے مردہ ہونے کا پکا عقیدہ بنالیا ہے تو قرآن کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔قرآن میں ہے۔شہداء کو مردہ نہ کہو۔ان لوگوں نے اس کا الٹ کیا کہ ہم مردہ کہیں گے۔قرآن مجید نے کہا شہداء کو مردہ گمان نہ کرو۔منکرین حیات نے کہا ہمارا پکا عقیدہ ہے کہ وہ مردہ ہیں۔مولوی احمد سعید چتروڑگڑھی اور مولانا امین صاحب کا مناظرہ ہوا اس مناظرہ میں مولانا امین صاحب نے جب یہ آیت پیش فرمائی تو چتروڑگڑھی صاحب نے جواب دیا کہ مولوی امین بار بار پڑھ رہا ہے۔''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموات''آگے کیوں نہیں پڑھتا۔ آگے ہے:''بل احیاء عند ربھم''اور اپنے رب دے کول زندہ ہیں۔چتروڑگڑھی صاحب نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ بھی کیا اور بار بار کہا کہ شہداء اپنے رب دے کول زندہ ہیں۔اپنے رب دے کول زندہ ہیں۔مطلب یہ تھا کہ رب تعالیٰ کے پاس شہداء کی روحیں زندہ ہیں اور قبر میں دنیاوی جسم زندہ نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ نے مولانا امین صاحب کو بڑی صلاحیت دی تھی۔انہوں نے اپنی باری میں فرمایا۔اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں:''ان الدین عند اللہ الاسلام''کہ دین اسلام اللہ کے پاس ہے۔معلوم ہوا کہ ان مماتیوں کے پاس دین اسلام نہیں۔وہ اللہ کے پاس ہے۔لیکن اس کا ایک جواب میں دیا کرتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمادیا۔بل احیاء عند ربھم کہ شہید اپنے رب کے پاس زندہ ہیں تو چتروڑگڑھی صاحب مجھے وہ جگہ بتادیں۔جہاں رب نہیں ہے اور اگر رب ہر جگہ ہے تو شہداء کے اجسام جہاں بھی ہوں زندہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ چتروڑگڑھی صاحب کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی آسمانوں پر کوئی کوٹھی ہے۔کوئی محل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس محل میں رہتے ہیں۔اس لئے وہ آسمان کی طرف اشارہ کر کے بار بار کہتے رہے کہ شہداء اپنے رب کے ہاتھ زندہ ہیں۔اگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ رب ہر جگہ ہے تو انبیاء اور شہداء جہاں بھی ہیں،وہ عند ربھم ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا۔یرزقون کہ شہیدوں کو رزق دیا جاتا ہے اور رزق جسم کی ضرورت ہے اور وہ بھی اصلی عنصری اور دنیاوی جسم کی ضرورت ہے۔مثالی جسم کو رزق کی ضرورت نہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کے دنیاوی جسم زندہ ہیں اور انہی کو رزق دیا جاتا ہے۔مثالی جسم ایسے ہیں جیسے آدمی کا سایہ رزق خود آدمی کی ضرورت ہے۔اس کے سائے کی ضرورت نہیں۔ایسے ہی رزق شہداء کے دنیاوی جسم کی ضرورت ہیں،مثالی جسم رزق کا محتاج نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا: یستبشرون، استبشار اور بشارت کا کیا معنی ہے؟ بشارت کہتے ہیں اس خوشخبری کو جو اتنی عمدہ اور خوش کن ہو کہ اس خوشخبری کے آثار ظاہری چہرے پر ظاہر ہو جائیں۔ شہداء کے بارے میں قرآن نے کہا: ''یستبشرون'' کہ شہداء اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمتوں کی وجہ سے اتنے خوش ہوتے ہیں کہ اس خوشی کے اثرات ان کے جسموں پر ظاہر ہوتے ہیں۔ مقتول فی سبیل اللہ دنیاوی جسم ہے۔ احیاء بھی وہی ہیں۔ انہی کو مردہ کہنے اور مردہ گمان کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ رزق بھی انہی کو دیا جاتا ہے خوشی بھی انہی پر ظاہر ہوتی ہے۔ جب شہداء کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ وہ زندہ ہیں تو انبیاء کا درجہ شہداء سے کہیں زیادہ ہے۔ لہٰذا وہ بطریق اولیٰ زندہ ہوں گے اور اپنے دنیا والے اصلی جسموں کے ساتھ زندہ ہوں گے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دو اعلان

ایک بات ہمارے دوست یہ کہا کرتے ہیں کہ جی خطبہ صدیق پڑھو، تو میں کہا کرتا ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات پوری پڑھو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر دو اعلان کئے تھے اور دونوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا۔ ہم الحمدللہ! دونوں کو مانتے ہیں دونوں کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ اب وہ اعلان سن لیں۔ یہ میرے سامنے بخاری شریف رکھی ہے۔ جلد اوّل ص ۵۱۷ پر ہے کہ جب نبی علیہ السلام کا وصال ہو گیا اور ایک پریشانی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں پیدا ہو گئی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ پر چادر ڈالی ہوئی تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی۔ بوسے دیئے اور فرمایا: ''لا یذیقك الله الموتتین ابداً'' اے محبوب اللہ! آپ کو کبھی بھی دو موتیں نہیں چکھائے گا۔ اس کی وضاحت میں بعد میں کروں گا۔ اس کے بعد پھر اعلان فرمایا: ''من كان يعبد محمدا فان محمدا قد مات انك ميت وانهم ميتون وما محمد الا رسول'' آگے ان آیات کے اندر اعلان قبر والی موت کا ہے یا عالم دنیا کی موت کا؟ عالم دنیا کی موت کا اعلان ہے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو یہ اعلان تھا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیا والی موت کا انکار کر رہے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں پڑھ کر بتا دیا کہ جو دنیا کے اندر موت آتی ہے وہ آپ ﷺ پر آ چکی اور ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں یا نہیں؟ رکھتے ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کی دنیا کی زندگی جو تریسٹھ سال تھی وہ پوری ہوئی۔ اس کے بعد موت آئی اور اسی موت کا یہاں پر اعلان ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو پہلے اعلان فرمایا ہم اس کو مانتے ہیں، اس کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ لیکن مماتیوں کا نہ اس پر ایمان ہے نہ اس کے مطابق عقیدہ ہے۔ اس اعلان میں جس عقیدے کا بیان ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں نہیں چکھائے گا۔ وہ دو موتیں یہ ہیں۔ بخاری شریف کے اسی صفحہ پر حاشیہ میں فتح الباری کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک موت تو یہی دنیا والی ہے جو آپ ﷺ پر آ چکی ہے اور دوسری موت جس کی نفی کرنی مقصود ہے۔ وہ قبر کی موت ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو قبر کے اندر پہنچا دیا جاتا ہے تو اس کو قبر میں دوبارہ زندگی ملتی ہے۔ یہ زندگی انبیاء کو بھی ملتی ہے اور غیر انبیاء کو بھی ملتی ہے۔ لیکن جو غیر انبیاء ہیں ان کو زندگی ملی سوال و جواب ہوا۔ اس کے بعد پھر قبر میں ان پر موت آتی ہے۔ یعنی روح اپنے مستقر میں چلی جاتی ہے۔ البتہ روح کا تعلق جسم یا اجزاء جسم کے ساتھ باقی رہتا ہے اور اس تعلق کی وجہ سے اتنی حیات اور اتنا احساس باقی رہتا ہے کہ جس سے میت عذاب و ثواب کو محسوس کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ نیند میں

روح نکل جاتی ہے لیکن اس کا تعلق بدن کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ جس سے نبض چلتی ہے، کھانا ہضم ہوتا رہتا ہے اور سونے والا پہلو بدلتا رہتا ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صاف اعلان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور قبر کی دونوں موتیں نہیں چکھائے گا۔ دنیا میں آپ ﷺ پر جو موت آنی تھی وہ آ چکی۔

اے محبوب! اب آپ کو اللہ تعالیٰ قبر میں ایسی زندگی عطاء فرمائیں گے اور ایسی حیات عطاء فرمائیں گے جو ابدی حیات ہے جس کے بعد موت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور قبر کی دونوں موتیں نہیں چکھائے گا۔ دنیا کی موت آ چکی۔ اس کے بعد اب قبر میں دائمی زندگی عطاء ہوگی۔ جس کے بعد موت نہیں آئے گی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ان دونوں اعلانوں پر کسی صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ اس پر کوئی نقطہ اعتراض نہیں لگایا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک جو قبر کے اندر محفوظ ہے، یعنی دنیا والا اصلی عنصری جسم۔ ابدی اور دائمی زندگی کے ساتھ زندہ ہے۔ اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور آپ ﷺ پر عالم دنیا میں جو موت آئی ہے۔ اس پر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ دونوں اجماع مانتے ہیں اور دونوں کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا دنیا کی موت برحق اور پیغمبر پاک ﷺ کی قبر کی حیات بھی برحق (نعرے)

نعرہ تکبیر اللہ اکبر، عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد، خلافت راشدہ حق چار یار!

بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ ان دو موتوں سے وہ دو موتیں مراد ہیں جو ''کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم'' میں مذکور ہے۔ یعنی دنیا میں آنے سے پہلے جو عدم ہے اس کو بھی موت کہا گیا ہے۔ ایک وہ موت ہے، دوسری وہ موت ہے جو عالم دنیا میں آتی ہے۔ یہ دو موتیں مراد ہیں...... لیکن یہ درست نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ پر یہ دو موتیں تو آ چکی ہیں۔ آپ ﷺ کی ولادت سے قبل آپ ﷺ پر عدم تھا۔ عدم والی موت اور عدم والا وقت آپ ﷺ پر آیا اور عالم دنیا کی موت بھی آ چکی ہے تو یہ اعلان کیسے فرمایا کہ اللہ آپ ﷺ کو دو موتیں نہیں چکھائے گا۔ اس لئے ان سے ایک عالم دنیا کی موت اور دوسری قبر کی موت مراد ہے کہ اللہ آپ ﷺ کو یہ دو موتیں نہیں چکھائے گا۔

ایک نقطہ یاد رکھنا کہ نبی کریم ﷺ کی حیات فی القبر کا عقیدہ اتنا اہم ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ''لا یذیقک اللہ موتتین ابداً'' فرما کر اس کا اعلان پہلے، اور دنیا والی موت کا اعلان بعد میں کیا اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ وفات نبوت کے بعد جس طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے نبی پاک ﷺ کی قبر والی زندگی کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح وفات نبوت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سب سے پہلا اجماع بھی پیغمبر پاک ﷺ کی حیات فی القبر پر ہوا ہے۔ موت کا اعلان بھی بعد میں ہوا اور آپ کی وفات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع بھی بعد میں ہوا۔ عجیب بات ہے کہ ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دونوں اعلانوں کے مطابق عقیدہ رکھا اور دونوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دونوں اجماع تسلیم کر لئے۔ اس کے باوجود ہم تو بن گئے خطبہ صدیق کے منکر اور جنہوں نے حیات قبر کے پہلے اعلان کا اور اس پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا صاف صاف انکار کیا ہے اور دوسرے اعلان میں تحریف کی ہے کہ اس میں اعلان تھا عالم دنیا کی موت کا۔ لیکن انہوں نے اس کو فٹ کر دیا قبر پر۔ وہ بن گئے خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ کے علمبردار خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ کانفرنس کے قد آدم اشتہار شائع کر کے دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائے۔ ''وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین''

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ کو مدنی مسجد چکوال میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر تقریر کے اقتباسات

قبر کی موت وحیات

جب کسی کو قبر کے اندر رکھا جاتا ہے تو بعض علماء کہتے ہیں کہ روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ روح وہیں رہتی ہے جو اس کا ٹھکانہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ روح کا جسم کے ساتھ یا اجزاء جسم کے ساتھ تعلق پیدا کر دیتے ہیں اور اس تعلق کی وجہ سے جسم یا اجزاء جسم کے اندر حیات پیدا ہو جاتی ہے۔ روح اپنی جگہ پر رہتی ہے لیکن روح کے جسم کے ساتھ تعلق اور کنکشن کی وجہ سے اگر جسم ہے تو جسم میں اور اگر جسم ریزہ ریزہ ہو چکا ہے تو اجزاء جسم کے اندر اللہ تعالیٰ حیات پیدا کر دیتے ہیں۔ اتنی بات تو حیات قبر کا انکار کرنے والا گروہ بھی مانتا ہے۔ یہ میرے سامنے مولوی محمد حسین نیلوی صاحب کی کتاب ندائے حق رکھی ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں: ''جس کے ساتھ مردہ، تکلیف یا راحت کا اثر محسوس کرتا ہے۔'' یہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کی حقانیت وصداقت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منکرین حیات کی زبان سے بھی کہلوا دیا۔ پیغمبر ﷺ کا مقام تو اپنی جگہ شہید کا مقام بھی اپنی جگہ مومن کا مقام بھی اپنی جگہ۔ اگر یہ کافر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی روح کا اس کے اجزاء اصلیہ کے ساتھ تعلق پیدا کر کے اس تعلق کی وجہ سے اجزاء اصلیہ کے اندر اتنی حیات پیدا کر دیتے ہیں کہ جس سے وہ عذاب کی تکلیف محسوس کرتا رہتا ہے تو روح کا تعلق اور اس تعلق کی وجہ سے حیات کسی حد تک منکرین حیات نے بھی مان لیا ہے۔ اگر آپ ترقی یافتہ دور کی جدید مصنوعات پر غور کریں گے تو دو چیزوں کے درمیان محض معنوی تعلق کی وجہ سے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے بم دھماکہ کیا جاتا ہے۔ بم کہیں رکھا ہوا ہوتا ہے اور ریموٹ کنٹرول لے کر دھماکہ کرنے والے کہیں اور بیٹھا ہوتا ہے جس کا پتہ بھی نہیں ہوتا اور درمیان میں کوئی اس نے تاریں بھی بچھی ہوئی نہیں ہوتیں۔ صرف بم اور ریموٹ کنٹرول کے درمیان ایک معنوی تعلق ہوتا ہے۔ دھماکہ کرنے والا ریموٹ کنٹرول کا بٹن دباتا ہے اور کتنا دھماکہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح آپ یہاں بیٹھے ہیں۔ پانچ منٹوں میں ایک دور دراز رہنے والے آدمی کے ساتھ ٹیلی فون کے ذریعے یا موبائل کے ذریعے بات کر سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ اب ایسا فون آ گیا ہے کہ جس میں تصویر سامنے آ جاتی ہے اور ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکتے ہیں۔ درمیان میں محض ایک لہری تعلق ہوتا ہے۔ لیکن ہزاروں میل کے فاصلہ کے باوجود آپس میں بات چیت ہوتی ہے اور ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکتے ہیں۔ اسی طرح ٹیلی ویژن کا بھی ریموٹ کنٹرول ہے۔ ٹی وی کے شوقین بستر پر بیٹھے ہوئے لیٹے ہوئے اسٹیشن بھی تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ پروگرام بدلتے رہتے ہیں اور سکرین کا کلر بھی بدلتے رہتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ درمیان میں ایک تعلق ہوتا ہے اور خلائی سیارے جو خلاء میں چھوڑے جاتے ہیں ان کا کنٹرول یہیں زمین پر ہوتا ہے۔ خلائی ماہرین اور خلائی سیارہ کے درمیان برابر تعلق قائم رہتا ہے اور خلائی سیارہ خلا کی تصویریں بھی اتارتا رہتا ہے۔ یہ بھی محض تعلق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر انسان اپنی سائنسی ترقی کی بناء پر اپنے نتائج پیدا کر سکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کی بناء پر روح کا تعلق جسم کے ساتھ پیدا کر کے جسم کے اندر حیات پیدا نہیں کر سکتے۔ یقیناً پیدا کر سکتے ہیں۔ اس لئے روح اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن روح کا جسم یا اجزاء جسم کے ساتھ ایک تعلق رہتا ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے جسم میں حیات اور آثار حیات پیدا ہو جاتے ہیں۔ حیات پیدا ہو جانے کے بعد

انبیاء پر قبر میں دوبارہ موت نہیں آتی۔ البتہ غیر انبیاء پر قبر کے اندر دوبارہ موت آتی ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر غیر انبیاء پر قبر میں موت آجاتی ہے تو پھر قبر میں عذاب وثواب کیسے ہوتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ غیر انبیاء پر قبر میں موت آتی ہے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ میت کا جسم یا اجزاء جسم بالکل بے حس اور بے شعور ہو جاتے ہیں بلکہ سوال جواب کے وقت روح کو جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے اور یا روح کا جسم کے ساتھ تعلق قوی قائم کر دیا جاتا ہے۔ جس سے پورے ہوش وحواس قائم ہو جاتے ہیں اور جب سوال وجواب ہو جاتا ہے تو اس کے بعد روح وجسم کا اتنا تعلق اور اس تعلق کی وجہ سے اتنا احساس باقی رکھا جاتا ہے اور اتنی حیات باقی رکھی جاتی ہے جس کے ساتھ میت راحت وتکلیف اور عذاب وثواب کا اثر محسوس کر سکے۔ سوال وجواب کے بعد روح کا نکلنا یا روح کے تعلق کا بعد میں کمزور ہو جانا اسی کو قبر کی موت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ بخاری شریف کی شرح فتح الباری کے اندر علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ''ان حیاته صلی الله علیه وسلم لا یتعقبها موت ویستمر حیا والانبیاء احیاء فی قبورهم '' نبی کریم ﷺ قبر میں ایسی دائمی حیات کے ساتھ زندہ ہیں جس کے بعد موت نہیں اور یہ حیات آپ ﷺ کے ساتھ مختص نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں اسی طرح زندہ ہیں اور قبر میں ابدی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی قبروں والی زندگی ابدی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''والذی نفس بیده لا یذیقك الله الموتتین ابدا '' اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں کبھی نہیں چکھائے گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابداً کہا کہ کبھی بھی، کبھی بھی عالم قبر میں آپ ﷺ پر موت نہیں آئے گی اور اسی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا تو ہم بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور اسی لئے ایمان کرتے ہیں کہ ہمارے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں اور ابدی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ حتیٰ کہ قیامت والے دن بھی قبر سے اٹھیں گے تو میرا ایمان ہے کہ نبی پاک ﷺ اپنی اسی زندگی کے ساتھ اٹھیں گے۔ منکرین حیات تو قبر میں انبیاء علیہم السلام کو زندہ نہیں مانتے۔ مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماعی عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کرام رضی اللہ عنہم اپنی قبروں میں دائمی اور ابدی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا: ''لا یتعقبها موت '' ایسی زندگی جس کے بعد موت نہیں۔

حیات قبر کے منکر اہل بدعت ہیں

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب لفظ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ قبر کے اندر حیات ہے۔ یہ عقیدہ کن کا ہے؟ اہل سنت کا، معلوم ہوا کہ جو لوگ حیات قبر کے منکر ہیں وہ اہل سنت نہیں بلکہ اہل سنت کی ضد ہیں۔ اہل سنت کی ضد کیا ہے؟ اہل بدعت...... ہم نے سمجھ رکھا ہے کہ صرف بریلوی اہل بدعت ہیں...... نہیں میرے پیارو! جو لوگ بھی نیا عقیدہ گھڑ لیں وہ اہل بدعت ہیں۔

الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون (الحدیث)

حدیث پاک کے اندر آیا ہے۔ ''الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون '' نبی پاک ﷺ نے خود اعلان فرمایا اور امت کو عقیدہ بتایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ اور ہمارا ایمان بھی یہی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں...... ہمارا دعویٰ اور ہمارا نعرہ یہی ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اب فرمایئے قرآن وحدیث ہمارے پاس ہے یا منکرین حیات کے پاس

ہے؟ یقیناً ہمارے پاس ہے۔ قرآن سے بھی ثابت ہوا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ثابت ہوا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

منکرین حیات کے دھوکے اور ان کے جوابات

منکرین حیات کی طرف سے ایک دھوکہ دیا جاتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں فلاں راوی ضعیف ہے۔ اس کا جواب اچھی طرح سمجھ لو۔ یہ بات علماء کے لئے اور ثانیاً مطالعہ رکھنے والے سمجھدار غیر علماء کے لئے عرض کرتا ہوں۔ اگر سند میں کوئی راوی ضعیف آ جائے۔ اوّلاً تو لوگ شور مچا دیتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ حالانکہ سند کا ضعیف ہونا دلیل نہیں ہوتا حدیث کے ضعیف ہونے کی، بعض دفعہ ایک حدیث کی سند ضعیف ہوتی ہے۔ مگر اس حدیث کا متن یعنی اس حدیث کا مضمون اور اس میں بیان شدہ مسئلہ نہایت اعلیٰ درجے کا صحیح ہوتا ہے۔ یاد رکھنا محدثین اور فقہاء کرام کا متفقہ اصول ہے کہ اگر کوئی حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہو۔ لیکن اس کا جو مضمون ہے اس حدیث کے اندر جو مسئلہ بتایا گیا ہے، پوری امت اس پر متفق ہے۔ پوری امت کا اس پر اجماع ہے اور اس کے مطابق عقیدہ ہے اور اس پر عملی تواتر ہے تو وہ حدیث سند کے ضعیف ہونے کے باوجود اتنی اعلیٰ درجہ کی قوی اور اعلیٰ درجہ کی صحیح بن جاتی ہے کہ وہ حدیث متواتر کہلاتی ہے اور حدیث متواتر نہ سند کی محتاج ہوتی ہے نہ اس کی سند دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ اس کی سند کی جانچ پڑتال کی ضرورت رہتی ہے۔ کیونکہ سند کے مطابق میں اجماع اور تواتر حدیث کے ثبوت اور حدیث کے صحیح ہونے کی بڑی مضبوط دلیل ہے اور ایسی مضبوط دلیل ہے کہ اگر آج سے کوئی آدمی پوچھے کہ اس قرآن کو تم قرآن کہتے ہو۔ تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ یہ وہی قرآن ہے جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا تھا؟ تو ہمارے پاس اور کوئی دلیل نہیں۔ ہم یہی کہیں گے کہ اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔ اس پر تواتر چلا آ رہا ہے جب قرآن کا قرآن ہونا اور قرآن کا سچا ہونا اجماع اور تواتر سے ثابت ہو سکتا ہے تو اجماع اور تواتر سے حدیث کا صحیح ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ راوی ضعیف ہے بھی سہی یا نہیں۔ تاہم میں کہتا ہوں اگر چند منٹوں کے لئے تمہاری بات مان لیں تو اس حدیث کے اندر نبی کریم ﷺ نے جو عقیدہ بتایا ہے اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع اس پر پوری امت کا اجماع ہے اور تواتر کے ساتھ امت مسلمہ کا یہ مسلمہ عقیدہ چلا آ رہا ہے۔ اجماع صحابہ اجماع امت اور تواتر اس حدیث کے صحیح ہونے کی اتنی مضبوط دلیل ہیں کہ اس کے بعد سند دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس حدیث کو سند کا محتاج بنانا ایسے ہے جیسے کوئی آدمی یہ کہے کہ قرآن کی صداقت پر پوری امت کا اجماع ہے اور اس کا سچا ہونا تواتر سے ثابت ہے تو اب اس کی صداقت دو آدمیوں کی تصدیق اور شہادت کا محتاج بنانا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ اسی طرح جب ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اور پوری امت کا اجماع ہے اور پوری امت میں تواتر کے ساتھ یہ عقیدہ چلا آ رہا ہے تو اس حدیث کی صحت کے لئے اجماع صحابہ، اجماع امت اور امت کا عملی تواتر کافی ہے۔ اس کے ثبوت اور اس کی صحت کا راویوں کا محتاج بنانا بے وقوفی ہے اور یہ ایسی ہے بے وقوفی ہے جیسے صداقت قرآن کو دو سچے آدمیوں کی گواہی کا محتاج بنانا بے وقوفی ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا محدثین اور فقہاء کا اصول ہے کہ جس حدیث پر امت کا اجماع ہو جائے وہ سند کی محتاج نہیں رہتی۔ لہٰذا یہ حدیث بھی اجماع اور حیات النبی ﷺ کا عقیدہ بھی اجماع ہے۔ یہ حدیث بھی امت کے تواتر سے ثابت ہے اور حیات النبی ﷺ کا عقیدہ بھی امت کے تواتر سے ثابت ہے۔

دوسرا دھوکہ: کبھی کہیں گے کہ اگر قبروں والے زندہ ہیں تو ان کو مردے کیوں کہتے ہیں۔

جواب: قبروں والے مردے ہیں، عالم دنیا کے اعتبار سے اور زندہ ہیں عالم قبر کے اعتبار سے۔

تیسرا دھوکہ: اگر نبی ﷺ زندہ ہیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ کیوں بنے زندہ کا کوئی خلیفہ نہیں ہوتا؟

جواب: میں پوچھتا ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے خلیفہ دنیا میں ہیں یا قبر میں؟ وہ خلیفہ ہیں دنیا میں اور نبی کریم ﷺ پر دنیا میں موت آچکی ہے۔ اس لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دنیا میں خلیفہ بنے اور نبی پاک ﷺ زندہ ہیں قبر میں۔

چوتھا دھوکہ: اگر نبی کریم ﷺ زندہ ہیں تو دفن کیوں کیا گیا؟ قبر میں کیوں رکھے گئے ہیں؟

جواب: کفن دفن اور قبر عالم دنیا کی موت کے احکام ہیں اور چونکہ نبی کریم ﷺ پر عالم دنیا میں موت آئی ہے۔ اس لئے کفن دفن ہوا اور آپ ﷺ کو قبر اطہر میں رکھا گیا۔

پانچواں دھوکہ: کبھی کہتے ہیں اگر زندہ ہیں تو جنازہ میں یہ کیوں پڑھتے ہو: "اللھم اغفر لحینا ومیتنا"

جواب: "میتنا" کہتے ہیں دنیا کے اعتبار سے اور زندہ ہیں قبر میں۔

چھٹا دھوکہ: کبھی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے: "فلما خر تبینت الجن" جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاٹھی کو دیمک نے کھایا تو وہ گر گئے۔ اگر زندہ تھے تو گرے کیوں؟

جواب: اگر کسی کا گر جانا موت کی دلیل ہے تو پھر جو آدمی بھی لاٹھی کے سہارے کھڑا ہو، اگر اس کی لاٹھی پھسل جائے، ٹوٹ جائے اور وہ آدمی گر جائے تو کیا ہم اس کو مردہ سمجھ کر دفن کر دیں گے۔ کسی آدمی کا پاؤں پھسل جائے اور وہ گر جائے تو اس کو مردہ سمجھ کر اس کے ساتھ مردوں والی کارروائی شروع کر دیں۔ آئندہ اگر کوئی مماتی گر جائے تو اس کو اٹھاؤ نہیں بلکہ اس کو کفن دے کر جنازہ پڑھ کر دفن کر دو۔ وہ بے شک چلاتا رہے لیکن اس مماتی کو یہی کہا جائے کہ تو گر گیا ہے اور تمہارے نزدیک گر جانا موت کی دلیل ہے۔ لہٰذا تو مردہ ہے۔ ہم تجھے دفن کریں گے۔

ساتواں دھوکہ: کبھی کہتے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام جواب صحیح نہیں دے سکے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا "کم لبثت" ہو کہنے لگے "یوما او بعض یوم" آپ کتنی مدت ٹھہرے ہیں۔ عزیر علیہ السلام نے جواب دیا ایک دن یا دو دن کا کچھ حصہ۔ بعض مماتی بڑی سریلی آواز میں پڑھتے ہیں: "کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم" اور کہتے ہیں کہ اس عرصہ دے وچ بدل وی گجے ہوسن۔ مینہ وی وسے ہوسن۔ طوفان وی اے ہوسن۔ لیکن لکھ پتہ نہیں چلیا۔ جے زندہ ہوندے تاں جواب صحیح دیندے۔ (یعنی بادل گرجے ہوں گے بارشیں آئی ہوں گی۔ طوفان بھی آئے ہوں گے لیکن ان کو کچھ بھی پتہ نہیں چلا۔ اگر زندہ ہوتے تو ان کو پتہ چلتا اور جواب صحیح دیتے۔ آصف)

جواب: اگر وقت غلط بتانے سے کسی کا مردہ ہونا ثابت ہو جاتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں۔ بعض دفعہ ایک موذن صبح کی اذان کے لئے اٹھتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اذان کا ٹائم ہو گیا ہے۔ وہ جلدی سے اذان کہہ دیتا ہے۔ بعد میں گھڑی دیکھتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ابھی تو تین بجے ہیں۔ موذن کو کیونکہ ٹائم سمجھنے میں غلطی لگی تو کیا ہم اس کو مردہ سمجھ کر دفن کر دیں۔ بھلا یہ بھی کوئی دلیل ہے کہ جو وقت غلط بتادے وہ مردہ ہے۔ سورۃ مؤمنون کے اخیر میں ہے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: "کم لبثتم فی الارض عدد سنین" تم زمین میں کتنے سال ٹھہرے رہے۔ وہ

جواب دیں گے: "یوما او بعض یوم" "دن یا دن کا کچھ حصہ یہ وہی جواب ہے جو حضرت عزیر علیہ السلام نے دیا تھا۔ یہ جواب صحیح ہے یا غلط؟ غلط ہے تو کیا دنیا میں یہ سارے لوگ مردہ تھے؟ دنیا میں زندہ تھے لیکن اس کے باوجود ان کا جواب وہی ہے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ اصحاب کہف کے بارے میں سورہ کہف میں ہے کہ وہ تین سو نو سال تک سوئے رہے اور سویا ہوا آدمی زندہ ہوتا ہے یا مرا ہوا ہوتا ہے؟ زندہ ہوتا ہے۔ اصحاب کہف سوئے ہوئے تھے۔ قرآن میں ہے: "وتحسبھم ایقاظاً وھم رقود ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمال" آپ ان کو جاگتا گمان کریں گے۔ حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے اور ہم ان کو دائیں اور بائیں بدلتے رہے۔ تین سو نو سال کے بعد جب اٹھے تو ان میں سے ایک نے پوچھا تم کتنی مدت ٹھہرے رہے۔ دوسرے نے جواب دیا: "لبثنا یوماً او بعض یوم" "دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے رہے تو یہ اس عرصے میں زندہ تھے۔ لیکن سوتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ کروٹیں بھی بدلتے رہے۔ لیکن جواب دیا "یوما او بعض یوم" "تو پتہ چلا کہ اس جواب دینے سے مردہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

<u>آٹھواں دھوکہ</u>: کبھی کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ لیکن قبر اس گڑھے کا نام نہیں۔ بلکہ علیین یا سجین میں ہے۔

<u>جواب</u>: مماتی حضرات نے بظاہر حیات قبر کا اقرار کیا ہے۔ لیکن حقیقت میں زمینی قبر کے قبر ہونے کا انکار کر کے انہوں نے منافقانہ طریقے سے جسم کے زندہ ہونے کا انکار کیا ہے اور صرف روح کے زندہ ہونے کا اقرار کیا ہے اور حماقت یہ کی کہ روح کے لئے بھی قبر کا قول کیا ہے۔ کیونکہ علیین یا سجین میں روح ہوتی ہے۔ جب علیین و سجین میں قبر ہے تو انہوں نے گویا روح کے لئے قبر تسلیم کی ہے۔ لیکن یہ قبر کے مفہوم میں تحریف ہے۔ مفردات القرآن اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے: "کل مقر الجسم فھو قبرہ" "جسم یا اجزاء جسم کی جو جائے قرار ہے وہی اس کی قبر ہے خواہ جسم اپنی اصلی شکل میں موجود ہو یا ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائے یا اس کو جلا کر راکھ بنا کر کچھ ہوا میں اڑا دیا جائے۔ کچھ دریا میں بہا دیا جائے تو وہ ذرات جہاں جہاں ٹھہریں گے۔ وہی اس کی قبر ہے۔ قبر کی یہ تعریف قرآن کریم سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "وان اللہ یبعث من فی القبور" "اللہ اٹھائے گا ان تمام لوگوں کو جو قبروں میں ہیں، اٹھنے کی کیفیت کیا ہوگی؟ اٹھنے کی کیفیت میرے پیارو! یہ ہوگی کہ جسم یا اجزاء جسم جہاں جہاں بکھرے ہوں گے وہاں وہاں سے اٹھیں گے جس کو زمین کے اندر دفن کیا گیا۔ وہ وہاں سے اٹھے گا اور جس کو جلا کر راکھ بنا کر ہوا میں اڑا دیا گیا ہے یا دریا میں بہا دیا گیا تو اس کے ذرات جہاں جہاں ہوں گے وہ وہاں سے اٹھ کر آئیں گے اور چونکہ قرآن میں اعلان کیا گیا ہے کہ لوگ قبروں سے اٹھیں گے۔ معلوم ہوا کہ جو جہاں سے اٹھے گا وہاں اس کی قبر ہے۔

اور جسم یا جسم کے اجزاء جہاں جہاں ٹھہرے جہاں جہاں قرار پکڑا وہ وہاں سے اٹھیں گے تو وہی ان کی جائے قرار ان کے لئے قبر ٹھہری۔ اس لئے قبر کی یہ تعریف "کل مقر الجسم فھو قبرہ" "قرآن کے موافق ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے چار پرندوں کا گوشت مختلف پہاڑوں پر بکھیر دیا۔ پھر ان کو آواز دی تو پرندوں کے اجزاء جہاں جہاں بکھرے ہوئے تھے، وہ وہاں سے اٹھ کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نمونہ دکھا کر بتا دیا کہ قیامت کے دن لوگ اسی طرح اٹھیں گے۔ حتیٰ کہ جن کے اجزاء بکھر جائیں گے ان کے بکھرے ہوئے اجزاء اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر آئیں گے اور جہاں سے اٹھیں گے وہی ان کی قبر ہے اور کسی آیت یا حدیث کے اندر بھی یہ نہیں آیا کہ علیین یا سجین میں قبریں ہیں۔

نواں دھوکہ: کبھی دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ قبر عالم برزخ کا نام ہے جائے دفن کا نام نہیں۔ اس سے ان کا مقصود روح کے لئے زندگی کا اقرار جسم کی زندگی سے انکار ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قبر عالم برزخ کا نام ہے اور آپ ﷺ عالم برزخ میں زندہ ہیں۔

جواب: عالم برزخ دو معنوں میں بولا جاتا ہے۔

۱...... موت کے وقت سے قیامت کے قائم ہونے تک اس سارے زمانے کا نام عالم برزخ ہے۔

۲...... موت کے بعد جسم یا اجزاء جسم جس جس جگہ قرار پکڑیں اس جگہ کا نام بھی عالم برزخ ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ قبر جسم اور اجزاء جسم کا نام ہے یا قبر عالم برزخ کا نام ہے تو عنوان کا فرق ہے۔ بات ایک ہی ہے۔ چنانچہ مظاہر حق جلد اول ص ۱۷۹ میں لکھا ہے کہ قبر سے مراد محض ڈیڑھ گز کا گڑھا نہیں بلکہ قبر کا مطلب عالم برزخ ہے...... اور یہ عالم ہر جگہ ہو سکتا ہے۔ جیسے بعض لوگ ڈوب جاتے ہیں، جلا دیئے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرنے والے کی جہاں لاش ہو یا اس کے جسم کے اجزاء ہوں اس جگہ کا نام عالم برزخ ہے۔ لیکن مماتیوں نے عالم برزخ کے مفہوم میں بھی تحریف کی اور جسم کی زندگی کا انکار کیا ہے۔

دسواں دھوکہ: ایک دھوکہ یہ دیتے ہیں کہ قرآن میں ہے کہ اللہ قیامت کے دن مردوں کو زندہ کریں گے۔ اگر قبر میں پہلے ہی زندہ ہیں تو زندہ کرنے کا کیا مطلب؟

جواب: یہ قبر میں زندہ ہیں۔ چھپی زندگی کے ساتھ جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے اور قیامت کے روز ان کو اللہ تعالیٰ کھلی زندگی کے ساتھ زندہ کریں گے۔ جیسا کہ ہماری عالم دنیا کی زندگی کھلی زندگی اور قبر والی چھپی زندگی ہے۔ اس طرح آخرت کی زندگی بھی کھلی زندگی ہوگی۔ لہٰذا ہم قبر میں جس زندگی کے قائل ہیں وہ چھپی زندگی ہے جو ظاہری حواس کے ساتھ محسوس نہیں ہوتی اور قیامت کے روز جو اللہ تعالیٰ زندگی دیں گے وہ کھلی زندگی ہوگی۔ جو ظاہری حواس کے ساتھ بھی محسوس ہوگی۔

منکرین حیات کو چیلنج

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر حیات النبی ﷺ کے مسئلے میں مماتیوں کے اختلاف کرنے سے پہلے تک تمام اکابرین اور اسلاف کا عقیدہ یہی رہا ہے اور یہی کتابوں میں لکھا ہے۔ کتاب وسنت سے بھی یہی ثابت ہے کہ نبی پاک ﷺ کا دنیاوی اصلی جسم قبر میں زندہ ہے۔ اہل سنت والجماعت میں سے کوئی ایک معتبر عالم بھی ایسا نہیں ملتا جس نے نبی پاک ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی قبر والی جسمانی زندگی کا انکار کیا ہو۔ میں مماتی حضرات سے قرآن کی آیت نہیں مانگتا۔ حدیث بھی نہیں مانگتا۔ میں کہتا ہوں کہ اتنی طویل تاریخ میں کسی معتبر عالم کا ایک حوالہ پیش کر دیں جس نے لکھا ہو کہ نبی پاک ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے جسم قبروں میں بے حس، بے جان اور بے شعور اور بغیر علم وعقل کے محفوظ پڑے ہیں۔ ان میں نہ زندگی ہے، نہ روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ میں تمہیں سچا مان لوں گا۔ لیکن ایسا حوالہ بھی نہیں دکھایا جا سکتا اور نہ ہی اس باطل عقیدہ پر کوئی قرآن کی آیت یا حدیث پیش کی جا سکتی ہے۔

مماتی بریلویوں کی تائید کر رہے ہیں

اشاعۃ التوحید والے کہتے ہیں کہ ہم بریلویوں کی تردید کر رہے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا کہ یہ لوگ بریلویوں کی

تردید نہیں کر رہے بلکہ حیات النبی ﷺ کا انکار کر کے بریلویوں کی تائید کر رہے ہیں۔ بریلویوں نے علماء دیوبند پر الزام لگایا تھا کہ یہ لوگ حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو قبر میں زندہ نہیں مانتے۔ ہمارے اکابرین دیوبند نے المہند علی المفند کتاب لکھی جو علماء دیوبند کے عقائد کی بڑی معتبر کتاب ہے۔ اس میں بریلویوں کے اس الزام کی تردید کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے دنیاوی عنصری جسم کے ساتھ قبر اطہر میں زندہ ہیں۔ اس سے بریلویوں کے الزام اور بہتان کی تردید ہوئی۔ لیکن مماتی لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ قبر میں مردہ ہیں۔ آپ بتائیں کہ بریلویوں نے علماء دیوبند پر جو الزام لگایا تھا کیا مماتیوں نے حیات کا انکار کر کے ان کی تائید کی ہے یا تردید؟ انہوں نے بریلویوں کی تائید کی ہے۔ لیکن دعویٰ یہ ہے کہ ہم بریلویوں کی تردید کر رہے ہیں۔ کر رہے ہیں تائید اور جھنڈا اٹھایا ہوا ہے تردید کا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل سنت والجماعت کے عقائد پر قائم ودائم رکھے۔ آمین! وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی۔

خصوصاً علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ الیٰ یوم الدین۔ اما بعد!

برادران اہل سنت والجماعۃ امام الانبیاء والمرسلین رحمت للعالمین ﷺ نے جو پیشین گوئی فرمائی کہ میری امت میں تہتر فرقے بن جائیں گے۔ ان میں صرف ایک جنتی ہوگا اور باقی بہتر جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام علیہم السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ جنتی فرقہ کون سا ہوگا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ما انا علیہ واصحابی'' کہ جو میرے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے والا ہوگا۔ (مشکوۃ شریف)

''ما انا علیہ واصحابی'' کے الفاظ مبارکہ کو بزرگان دین راہ نجات اور نشان نجات کے عنوان سے تعبیر فرماتے ہیں۔ اس کا مصداق اہل سنت والجماعت ہیں جو کہ الحمد للہ! سنت رسول ﷺ اور جماعت صحابہ واہل سنت رضی اللہ عنہم کو برحق مانتے ہیں اور اس پر چلنے والے ہیں۔

اہل سنت والجماعت ناجی فرقہ ہے

بعض روایات میں تو اہل سنت والجماعت کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے اپنی کتاب بشارت الدارین ص ۵۱۶ میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احیاء العلوم جلد ثالث مطبوعہ نمبر ۱۱۹ کے حوالہ سے یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے۔ ''ولا یعلم تفصیل ذالك'' اور اس کی تفصیل فرقہ ناجیہ کی پیروی کے بغیر نہیں معلوم ہو سکتی اور وہ فرقہ ناجیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ نے تہتر فرقوں کی پیشین گوئی میں فرمایا کہ ان میں سے نجات پانے والا فرقہ ایک ہی ہوگا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ اور کون ہیں تو فرمایا اہل سنت والجماعت۔ پھر عرض کیا گیا کہ اہل سنت والجماعت کون ہیں؟ تو ارشاد فرمایا کہ جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہیں۔

امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں

میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مخالفین یزیدیوں سے خطاب کرتے ہوئے اپنے طویل خطبہ میں یہ بھی فرمایا تھا: ''ان رسول اللہ ﷺ قال لی واخی انتما سیدا شباب اهل الجنته قرة عين اهل السنة'' (بشارت الدارین ص ۵۱۷ بحوالہ کامل ابن اثیر جلد چہارم ۶۲، مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) تحقیق رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے بھائی (حضرت حسن رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ تم دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہو اور اہل سنت کی آنکھ کی ٹھنڈک ہو۔ یہ خطبہ تاریخ ابن خلدون میں بھی موجود ہے۔ تاریخ ابن خلدون مترجم اردو حصہ دوم ص ۱۱۳۔

اسی طرح سورۃ آل عمران کی آیت: ''یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ'' کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یعنی قیامت کے دن اہل سنت والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت فرقہ کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری، درمنثور، معارف القرآن وغیرہ (حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ) میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول موجود ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی سنت کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں اہل بیت عظام بھی داخل ہیں، کی سنت کی اتباع کو بھی لازم ضروری قرار دیا ہے۔

نقالوں سے ہوشیار رہیں

کہ باقی فرقہ باطل بھی قرآن وسنت کا نام لیں گے۔ لیکن قرآن وسنت پر صحیح طریقے سے چلنے والے وہ ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برحق اور معیار حق مانتے ہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام کے بغیر نہ قرآن پر ایمان نصیب ہوسکتا ہے اور نہ ہی قرآن کا صحیح فہم اور عمل نصیب ہوسکتا ہے۔ اسی طرح سنت رسول ﷺ اور حدیث رسول ﷺ کے عینی گواہ اور راوی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان پر اعتماد کئے بغیر سنت رسول ﷺ پر نہ ایمان نصیب ہوسکتا ہے اور نہ عمل، اور سنت رسول ﷺ کے بغیر جس طرح قرآن پر عمل ممکن نہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتماد کئے بغیر نہ ہی سنت پر عمل ہوسکتا ہے اور نہ ہی وہ عنداللہ قبول ہوسکتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اصل سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے ہی نصیب ہوسکتی ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے خصوصاً حضرات خلفائے راشدین کے متعلق فرمایا: ''علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین المهديين'' کہ تم پر میری سنت بھی لازم ہے اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت بھی لازم ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جن کو خلفائے راشدین فرمایا گیا وہ چاروں خلفاء حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان چار یار کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی خلیفے بنے۔ وہ بھی برحق ہیں۔ رشد وہدایت پر ہیں، لیکن قرآنی وعدہ جو سورۃ النور آیت: ''ان الذین ان مکنہم فی الارض'' سورۃ حج کی آیات میں ہے۔ اس کا مصداق تمام اہل سنت مفسرین نے چار یار کو ہی بنایا ہے۔ تفصیل کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ کی کتاب ازالۃ الخلفاء جو کہ چار جلدوں میں خلافت راشدہ کے مسئلہ پر حضرت نے لکھی ہے۔ اس کا مطالعہ فرمائیں۔ خلافت راشدہ حق چار یار کے نعرے سے اسی حقیقت کا اعلان

کیا جاتا ہے۔ امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی کی کتاب مجموعہ تفسیر آیات قرآنی جو کہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم سے تحفہ خلافت کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں امام ضحاک کا فرمان نقل فرمایا ہے کہ تمام مسلمان حکمرانوں پر لازم ہے کہ جس کو بھی حکومت، اقتدار ملے وہ ان خلفاء کی پیروی میں شریعت کا قانون نافذ کرے۔

ہم حنفی کیوں کہلاتے ہیں

اہل سنت والجماعت کہلانے کے ساتھ ہم اپنے آپ کو حنفی بھی کہلاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دین سیکھا۔ وہ تابعی ہیں، جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے اور اپنی علمی بصیرت اور اجتہاد کے نور سے قرآن وسنت کے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایک لاکھ ستر ہزار مسائل مستنبط فرمائے۔ یعنی ان کا حکم قرآن وسنت سے ظاہر فرمایا۔

تقلید کن مسائل میں واجب ہے

غیر مقلدین لوگوں کو دھوکہ دیا کرتے ہیں کہ حنفی قرآن وسنت کے مقابلے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات مانتے ہیں۔ یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے جو مسائل قرآن وسنت میں صراحتاً موجود ہیں۔ ان میں ائمہ کی تقلید کی ضرورت ہی نہیں۔ قرآن وسنت کے مسائل متعارضہ کہ جہاں بظاہر تعارض نظر آتا ہے، ان میں ائمہ مجتہدین پر اعتماد کر کے عمل قرآن وسنت پر ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح جن مسائل کا قرآن وحدیث میں ذکر ہی نہیں جن کو غیر منصوص مسائل کہا جاتا ہے۔ ان میں ائمہ مجتہدین کی تقلید واتباع کی جاتی ہے۔ غیر مقلدین ان مسائل میں اپنے موجودہ علماء کی اتباع وتقلید کرتے ہیں اور ہم سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع وتقلید کرتے ہیں۔ امام المناظرین حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر فرماتے تھے کہ ہمارا پورا نام اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی ہے۔ اہل سنت میں نسبت سنت رسول ﷺ سے ہے۔ والجماعت میں جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور حنفی میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے، دیوبندی میں اکابرین علمائے دیوبند سے۔ نبی کریم ﷺ دین کو لانے والے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کو پھیلانے والے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دین کو لکھوانے والے (تدوین کرنے والے) ہیں۔ قرآن وحدیث میں بکھرے ہوئے مسائل کو ایک جگہ جمع فرمادیا ہے۔ مثلاً وضو نماز وغیرہ کے مکمل مسائل ایک جگہ جمع فرمادیے ہیں۔ علمائے دیوبند دین کی تطہیر کرنے والے بچانے والے ہیں۔ سنت وحدیث قرآن کا معنی اور اس کی تشریح ہے اور فقہ حدیث کا معنی اور اس کی تشریح ہے۔

ہم دیوبندی کیوں کہلاتے ہیں

اہل سنت والجماعت حنفی کے بعد ہمارے نام میں دیوبندی کا لفظ اور نسبت اس لئے ہے کہ علمائے دیوبند نے اہل سنت والجماعت حنفی مذہب ومسلک کی تطہیر فرمائی۔ بدعات ورسومات سے افراط وتفریط سے دین حق کو محفوظ رکھا اور اس کی تعلیم وتبلیغ فرمائی۔ اس دور میں برصغیر بلکہ عالم اسلام میں اہل سنت والجماعت کے صحیح ترجمان علمائے دیوبند سمجھے جاتے ہیں۔ جب مولوی احمد رضا خان فاضل بریلوی نے اکابرین علمائے دیوبند کے خلاف تکفیری مہم چلائی اور حرمین شریفین کے کئی علماء کو بھی اپنا ہمنوا بنانا چاہا تو اس وقت شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد نور اللہ مرقدہ نے ان

علماء حرمین شریفین کو اصل حقیقت سے آگاہ فرمایا اور ان کو فرمایا کہ جن عقائد کے بارے میں مولوی احمد رضا خان بریلوی نے غلط فہمیاں پیدا کی ہیں۔ تم سوالات بنا کر دارالعلوم دیوبند بھیجو۔ وہاں سے اکابرین کی طرف سے جوابات آجائیں گے اور ان کے عقائد حقہ کی وضاحت ہو جائے گی۔ اس لئے علمائے حرمین شریفین نے چھبیس سوالات علمائے دیوبند کو بھیجے جن کے جوابات حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے (حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ تبلیغی جماعت کے بزرگ جنہوں نے فضائل اعمال کے رسالے لکھے۔ یہ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور خلیفہ مجاز ہیں) دیئے وہ کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ اصل جوابات عربی زبان میں تھے۔ اب ان کے جوابات کا ادھر ترجمہ مع عربی شائع ہو چکا ہے جس کا نام المہند علی المفند یعنی عقائد علمائے اہل سنت علمائے دیوبند ہے جس پر اس وقت درجہ ذیل اکابرین علمائے دیوبند نے دستخط فرمائے اور ان کی تصدیق فرمائی۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت مولانا میر احمد حسن، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری، حضرت مولانا محمد احمد نانوتوی، حضرت مولانا حکیم محمد حسن، حضرت مولانا قدرت اللہ، حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانی، حضرت مولانا غلام رسول دیوبندی، حضرت مولانا محمد سہول، حضرت مولانا عبدالصمد، حضرت مولانا حکیم محمد اسحاق، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دیوبندی، حضرت مولانا ریاض الدین، حضرت مولانا ضیاء الحق، حضرت مولانا محمد قاسم، حضرت مولانا سراج احمد، حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، حضرت مولانا قاری محمد اسحاق، حضرت مولانا حکیم محمد مسعود گنگوہی، حضرت مولانا محمد یحییٰ، حضرت مولانا کفایت اللہ سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہم ان اکابرین کے علاوہ اس کتاب پر۔ علمائے حرمین شریفین، علماء مصر وممالک عرب، مصر، شام وغیرہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی تمام مسالک کے علماء کرام اور مفتیان عظام کے دستخط موجود ہیں۔

گویا اس کتاب کے اندر جو عقائد ہیں اس دور کے تمام اہل سنت والجماعت علماء کا ان پر اتفاق اور اجماع ہے۔ اس کتاب میں عقیدہ حیات النبی ﷺ بھی موجود ہے۔ اختصار کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔ ''ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''انباء الاذکیا بحیوۃ الانبیاء'' میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے، جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔''

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت محمد ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کا اس بحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے، اس کا نام آب حیات ہے۔

(''المہند علی المفند'' عقائد علماء اہل سنت دیوبند ص ۳۸، ۳۹)

مماتیوں کی غلط بیانی

آج کل کئی مماتی کہتے ہیں کہ ان بزرگوں نے محض دفع الوقتی کے طور پر یہ جوابات دے دیئے اور حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بزرگوں نے پڑھے بغیر دستخط کر دیئے۔ اس لئے ذیل میں حضرت مفتی کفایت اللہ

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تائیدی عبارتیں المہند سے ملاحظہ فرمائیں۔ جس سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ لوگ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''میں اس کا مقر (اقرار کرنے والا) اور معتقد (عقیدہ رکھنے والا) ہوں اور افتراء کرنے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ اشرف علی تھانوی حنفی چشتی اللہ خاتمہ بخیر فرمائے۔'' (المہند ص ۹۲)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کی تصدیق

میں نے تمام جوابات دیکھے ہیں۔ سب کو ایسا حق صریح پایا کہ اس کے اردگرد بھی شک یا ریب نہیں گھوم سکتا اور یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔ (المہند ص ۹۹)

المہند علی المفند مع اردو ترجمہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی نوراللہ مرقدہ مہتمم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام نے شائع کرائی تھی جس پر مقدمہ قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نوراللہ مرقدہ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعۃ پاکستان نے تحریر فرمایا تھا۔ اس کے بعد حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی نوراللہ مرقدہ نے شائع کرائی اور اس کے آخر میں عقائد اہل سنت والجماعت یعنی خلاصہ عقائد علمائے دیوبند کے نام ایک رسالہ بھی اضافہ فرمایا جس پر اس وقت کے اکابر علمائے دیوبند کے دستخط اور تقریظیں موجود ہیں۔

اس رسالہ سے مختصر طریقہ سے صرف عقائد کا انتخاب حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادہ حضرت مولانا سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم نے جیبی سائز میں کتابچہ شائع کیا ہے جو کہ اشتہار کی شکل میں بھی شائع ہو چکا ہے جس پر اکہتر علمائے دیوبند کے دستخط ہیں۔ یہاں پر ان عقائد اور ان کی تصدیق کرنے والے علمائے کرام کے اسماء گرامی تحریر کئے جارہے ہیں جس سے واضح ہوگا کہ ان عقائد پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے اور اہل بدعت جو ان علماء پر الزام لگاتے ہیں اس کا جھوٹ ہونا بھی واضح ہو جائے گا۔

(۱) عقیدہ صدق باری تعالیٰ

جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور واقع کے مطابق ہے اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم کرے وہ کافر وملحد اور زندیق ہے کہ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔

(۲) عقیدہ ختم نبوت

آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جو اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔

(۳) تکفیر مرزائیت

جب مدعی نبوت ومسیحیت قادیانی نے نبوت ومسیحیت کا دعویٰ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔

(۴) توہین رسالت کفر ہے

جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو وہ ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(۵) عقیدہ نبوت ورسالت

آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد بھی اپنی قبر مبارکہ میں اس طرح حقیقتاً نبی اور رسول ہیں، جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں تھے۔

(۶) عظمت سید المرسلین ﷺ

آنحضرت ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں اور اللہ سبحانہ تعالیٰ سے قرب میں کوئی شخص آپ علیہ السلام کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہوسکتا۔ آپ تمام انبیاء ورسول علیہم السلام کے سردار اور خاتم ہیں۔

(۷) علوم نبویہ کی وسعت

آنحضرت ﷺ کو تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطاء ہوئے ہیں۔ مخلوق میں سے کوئی بھی آپ علیہ السلام کے علمی مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ نہ نبی ورسول اور آپ علیہ السلام کو اوّلین وآخرین کا علم عطاء ہوا۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ علیہ السلام کو ہر وقت ہر چیز کا علم ہو۔

(۸) علوم نبویہ کی توہین کفر ہے

جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم آپ علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔

(۹) عقیدہ حیات النبی ﷺ

آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارکہ میں زندہ ہیں اور آپ علیہ السلام کی حیات جسمانی مثل حیات دنیوی کے بلا مکلف ہونے کے اور یہ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں جو سب آدمیوں کو حاصل ہے۔

(۱۰) زیارت روضۂ اطہر کا طریقہ

بہتر یہ ہے کہ روضہ پاک کی زیارت کے وقت آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔

(۱۱) زیارت روضہ پاک

سید المرسلین ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کرنا بہت بڑا ثواب ہے بلکہ واجب کے قریب ہے۔ اگر چہ سفر کرنے اور جان ومال خرچ کرنے سے نصیب ہو۔

(۱۲) سفر مدینہ منورہ

سفر مدینہ منورہ کے وقت آنحضرت ﷺ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ خالص قبر شریف کی نیت کرے۔ کیونکہ اس میں آپ علیہ السلام کی تعظیم زیادہ ہے۔

(۱۳) فضیلت روضہ اطہر

زمین کا وہ حصہ جو جناب رسول اللہ ﷺ کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے، سب سے افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

(۱۴) وسیلہ کا حکم

دعا میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا وسیلہ جائز ہے۔ ان کی حیات میں بھی اور وفات کے بعد مثلاً یوں کہے کہ یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ دعا کی قبولیت چاہتا ہوں۔

(۱۵) مسئلہ استشفاع

آپ ﷺ کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔

(۱۶) سماع صلوٰۃ وسلام

اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ علیہ السلام خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں۔

(۱۷) عرض اعمال

آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ آپ علیہ السلام پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور صلوٰۃ والسلام پہنچایا جاتا ہے۔ صلوٰۃ وسلام پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ کو اطلاع دیتے ہیں۔

(۱۸) فضیلت درود شریف

حضور اکرم ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب ثواب ہے اور افضل وہ درود شریف ہے جس کے لفظ بھی آپ علیہ السلام سے منقول ہیں۔

(۱۹) ذکر رسول ﷺ

وہ تمام حالات جن کا حضور اکرم ﷺ سے ذرا سا بھی تعلق ہے، ان کا ذکر نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ چاہے آپ علیہ السلام کی ولادت مبارکہ کا ذکر ہو یا کسی اور حالت کا تذکرہ ہو۔

(۲۰) انبیاء علیہم السلام کی نیند

آنحضرت ﷺ اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ کیونکہ نیند میں آپ ﷺ کی صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں دل مبارک نہیں سوتا تھا۔

(۲۱) انبیاء علیہم السلام کا خواب

آنحضرت ﷺ انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵)

(۲۲) آپ ﷺ کا معجزہ

آنحضرت ﷺ نماز میں پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ سامنے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ صفوں کو سیدھا کیا کرو۔ کیونکہ میں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۰)

(۲۳) مسئلہ تقلید

اس زمانہ میں ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول وفروع میں امام المسلمین حضرت مولانا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔

(۲۴) بیعت کی ضرورت

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شخص کی بیعت ہو جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو دنیا سے بے رغبت ہو۔ آخرت کا طالب ہو، خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔

(۲۵) روحانیت سے استفادہ

مشائخ کا روحانیت سے استفادہ درست ہے مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

تفصیل کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ کریں۔

المهند علی المفند (عقائد علماء اہل سنت دیوبند)	مصنفہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ
حیات انبیاء علیہم السلام	مصنفہ حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
هداية الحيران في جواهر القرآن	مصنفہ مولانا سید مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
تسکین الصدور	مصنفہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
قبر کی زندگی	مصنفہ حضرت مولانا نور محمد تونسوی قادری
علماء دیوبند کا مسلکی امتزاج ادراک الفضیلہ فی الدعا بالوسیلہ	مصنفہ مولانا سید مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

توضیح البیان ما فی ھدایۃ الحیران — مصنفہ مولانا سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہ
رحمت کائنات — مصنفہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اب مندرجہ بالا عقائد حقہ کی تصدیق کرنے والے بزرگان علمائے دیوبند کے اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع کراچی، حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، حضرت مولانا مفتی محمود ملتان، حضرت مولانا مفتی عبداللہ ملتان، حضرت مولانا محمد احمد تھانوی، حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، حضرت مولانا عبدالحق نافع، حضرت مولانا عبداللہ بہلوی، حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی، حضرت مولانا محمد انوری، حضرت مولانا حامد میاں لاہور، حضرت علامہ محمد شریف کشمیری، حضرت مولانا مفتی علی محمد کبیر والہ، حضرت مولانا مفتی احمد سعید سرگودھا، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی، حضرت مولانا مفتی ولی حسن، حضرت مولانا محمد ایوب بنوری، حضرت مولانا قاضی عبداللطیف جہلمی، حضرت مولانا فضل غنی بنوری، حضرت مولانا مفتی محمد فرید، حضرت مولانا مفتی وحید، حضرت مولانا سید صادق حسین شاہ، حضرت مولانا عبدالحیٔ شجاع آبادی، حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی البرنی، حضرت مولانا علامہ محمد سرفراز خان صفدر، حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی، حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین، حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی، حضرت مولانا سلیم اللہ خان (صدر وفاق المدارس پاکستان)، حضرت مولانا محمد عبید اللہ قاسمی، حضرت مولانا قطب الدین چوکیرہ، حضرت مولانا علامہ عبدالستار تونسوی، حضرت مولانا خواجہ خان محمد کندیاں، حضرت مولانا قاری عبدالسمیع سرگودھا، حضرت مولانا محمد امین شاہ خانیوال، حضرت مولانا محمد نافع جھنگ، حضرت مولانا منظور احمد نعمانی ظاہر والی، حضرت مولانا حاجی احمد گمانوی، حضرت مولانا عبدالجلیل ڈھڈیاں، حضرت مولانا مفتی جمال احمد ظاہری، حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی، حضرت مولانا محمد صدیق ملتان، حضرت مولانا منظور احمد ملتان، حضرت مولانا صوفی محمد، حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی، حضرت مولانا نذیر احمد فیصل آباد، حضرت مولانا عبدالمجید انور، حضرت عبدالمجید کہروڑپکا، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی ظاہر پیر، حضرت مولانا محمد یوسف قریشی پشاور، حضرت مولانا مفتی عبدالقادر، حضرت مولانا قاری اللہ بخش ظاہر والی، حضرت مفتی عبدالجلیل کوٹ ادو، حضرت مولانا مفتی محمد صدیق کوٹ، حضرت مولانا محمد یعقوب لاہور، حضرت مولانا مفتی شیر محمد، حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان، حضرت مولانا عبدالحمید مظفر گڑھ، حضرت مولانا عبدالغفار تونسوی، حضرت مولانا حبیب الرحمن ظاہر والی۔ (رحمہم اللہ)

مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا اہم تاریخی فیصلہ

۲۵ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۷ مارچ ۲۰۰۴ء کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کا مرکزی دفتر ملتان میں جو اجلاس ہوا، اس میں شرائط الحاق کے تحت اس پر اتفاق ہوا کہ: ''ادارہ کا اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی ہونا ضروری ہے۔ اس کے لئے معیار المہند علی المفند ہے۔'' اس اجلاس کی ساری کارروائی ماہنامہ وفاق المدارس ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ میں شائع ہو چکی۔ مذکورہ بالا عبارت اس کے ص ۱۳ پر موجود ہے۔

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان مرحوم کے دستخط

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے فریقین کے درمیان جو فیصلہ فرمایا اور اس پر دونوں طرف کے علماء کے دستخط ہوئے، وہ یہ ہیں: ''وفات کے بعد بھی نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کو آپ ﷺ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔''

احقر محمد طیب (راولپنڈی) نور محمد قلعہ دیدار سنگھ محمد علی جالندھری لاشئ غلام اللہ خان

بحوالہ تعلیم القرآن ماہ اگست ۱۹۶۲ء

اس فیصلہ کا ذکر سوانح حیات مولانا غلام اللہ خان مصنفہ مولانا محمد عبدالمعبود صاحب جو کہ کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے ۳۵۷ پر بھی موجود ہے۔

منکرین حیات کے دھوکے

مذکورہ بالا مضمون سے آپ حضرات نے یہ بات بخوبی معلوم کر لی ہوگی کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر تمام اہل سنت والجماعت اور تمام علمائے دیوبند متفق ہیں۔ لیکن منکرین حیات لوگوں کو اکابرین کی بعض مجمل عبارات سے دھوکہ دیتے ہیں۔ اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنی یہاں مناسب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لئے تو مقام حیات، تسکین الصدور، قبر کی زندگی، حیات الانبیاء وغیرہ کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔

کسی بزرگ کی عبارت میں برزخی کا لفظ آ جائے تو یہ لوگ دھوکہ دیتے ہیں کہ قبر میں حیات نہیں برزخ میں ہے اور ان کے نزدیک برزخی حیات سے مراد صرف روح کی حیات ہوتی ہے یا جسم مثالی والی۔ جب کہ تمام اہل سنت والجماعت اکابرین دیوبند نے جیسا کہ پہلے المہند کا حوالہ گزر چکا ہے، اس کی وضاحت فرمائی کہ ہ حیات قبر مبارک کے اندر جسم دنیوی کے ساتھ روح کے تعلق سے ہے۔ اس لئے اس کو دنیاوی کہتے ہیں اور برزخ تو جہان کا نام موت کے بعد قیامت تک کے جہان کو برزخ کہتے ہیں تو یہ حیات عالم برزخ میں ہونے کی وجہ سے برزخی بھی ہے۔

المہند کی عبارت میں تعارض نہیں

کئی مماتی کہا کرتے ہیں کہ المہند کی عبارت میں تعارض ہے کہ وہاں دنیوی اور برزخی دونوں کا ذکر ہے۔ یہ بھی ان کا دھوکہ ہے۔ کیونکہ دنیوی اور برزخی حیات میں کوئی تعارض نہیں۔ دنیا والے جسم کے ساتھ ہے اس لئے دنیوی ہے اور عالم برزخ میں ہے۔ اس لئے برزخی بھی ہے۔

عرض حال

۲۰ / مارچ ۲۰۰۵ء کو ہمارے ہاں مدرسہ اہل سنت حیات النبی جامع مسجد حق چار یار ؓ من کے سالانہ جلسہ میں مناظر اہل سنت حضرت مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ استاذ حدیث جامعۃ الاسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا کا عقیدہ حیات النبی ﷺ پر بڑا اہم بیان ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سمجھانے کا بڑا عجیب انداز عطاء فرمایا

ہے۔اس بیان میں تحصیل حلہ گنگ، لاوہ کے بزم شیخ الہند کے تمام مرکزی راہنما علماء کرام بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔مولانا فیض الرحمن صاحب نے اس ناچیز کو فرمایا کہ یہ تحریر لکھ کر بزم شیخ الہند کی طرف سے شائع کرنی چاہیے۔ بزم کے دیگر علماء کرام سے مشورہ کیا تو انہوں نے بھی اس کی تائید فرمائی۔اس لئے حضرت کی تقریر مولانا قاری نور محمد، مولانا عبید الرحمن، مولانا مقصود، مولانا محمد ادریس، مولانا قاری محمد سعید، مولانا قاری رشید احمد، مولانا محمد علی وغیرہ کی کیسٹ سے تقریر نقل کر کے شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا۔

بزم شیخ الہند کا تعارف

تحصیل حلہ گنگ اور لاوہ کے علماء اہل سنت دیوبند نے مل کر ایک مشترکہ تنظیم بنائی ہے جس کا نام شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی کے نام پر بزم شیخ الہند رکھا گیا جس میں الحمدللہ! دیوبندی مسلک کی تمام جماعتوں کے علماء کرام موجود ہیں۔خصوصاً تحریک خدام اہل سنت، تنظیم اہل سنت، جمعیت علماء اسلام، تبلیغی جماعت کے علماء اور کالعدم سپاہ صحابہ کے علماء شامل ہیں۔

اس تنظیم کے قیام کا مقصد مذہب اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی، مسلک کی تبلیغ واشاعت اور دفاع ہے۔مذہب اہل سنت مسلک علماء دیوبند کے خلاف ہر باطل کا مقابلہ کرنا ہے۔اہل حق علماء کرام کا یہ باہمی اتحاد بڑا مبارک ہے اور اہل حق کی بڑی طاقت ہے، جس سے الحمدللہ! تمام اہل باطل پریشان ہیں۔اللہ تعالیٰ علماء کے اس اتحاد اور مشترکہ محنت کو ہمیشہ قائم رکھے اور مزید توفیق عطاء فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم!

حضرت مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی اس تقریر میں قائلین حیات اور منکرین حیات کا اختلاف بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے جس سے کئی اشکالات خود بخود حل ہو جاتے ہیں اور پھر قرآن کریم کی دو آیتیں حضرت نے پیش فرمائیں اور ان سے عقیدہ حیات النبی ﷺ پر استدلال فرمایا جو آپ حضرات، حضرت کے الفاظ میں مطالعہ فرمائیں گے۔

"الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" (الحدیث)

یہ حدیث مبارکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حیات الانبیاء علیہم السلام میں اپنی سند سے لکھی ہے اور یہ علامہ جلال الدین سیوطی نے اس روایت کو جامع صغیر میں بتایا کہ روایت سند ابی سہیل موصلی رحمۃ اللہ علیہ میں آتی ہے۔شارح رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔نظم المتناثر من الحدیث کے مؤلف نے بتایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے تواتر کے ساتھ یہ روایت ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ الصعود حاشیہ سنن ابی داؤد میں بتایا کہ حیات انبیاء پہ مروی احادیث متواتر ہیں۔انہوں نے اپنی کتاب انباء الاذکیا فی حیاۃ الانبیاء میں بتایا کہ ہمارے نزدیک علم قطعی یقینی کی حد تک حضور نبی اکرم ﷺ اپنی قبر میں اور تمام انبیاء علیہم السلام (اپنی قبروں) میں زندہ ہیں۔اس لئے کہ حیات انبیاء پر کافی دلائل اور روایات متواتر موجود ہیں۔

بحوالہ حیات الانبیاء مصنفہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ مع اردو ترجمہ شائع کردہ انجمن مدرسہ حیات النبی ﷺ گجرات۔اس حدیث کی سند کی مکمل بحث مقام حیات مصنفہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود اور تسکین الصدور مصنفہ شیخ الحدیث علامہ محمد سرفراز خان صفدر میں مطالعہ فرمائیں۔

یہ حدیث مسند ابی یعلی میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے جس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب نے مندرجہ ذیل چالیس (۴۰) اکابر محدثین اور علماء کے اسماء گرامی ذکر فرمائے جنہوں نے اس حدیث کو صحیح فرمایا۔ اسے قبول کیا یا اس سے استدلال فرمایا۔

ابن بزار، حافظ ابویعلی الموصلی، ابن عدی، حافظ ابونعیم، حافظ بیہقی، حافظ ابن عساکر الدمشقی، حافظ تورپشتی، حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، حافظ تاج الدین سبکی، حافظ ابن کثیر، حافظ ہیثمی، حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ بدرالدین العینی، علامہ سخاوی، حافظ سید طحاوی، علامہ سمہودی، علامہ شعرانی، حافظ منذری، علامہ ملاعلی قاری، امام ربانی مجدد الف ثانی، علامہ علی بن شیخ احمد عزیزی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ احمد بن محمد الخفاجی المعربی، علامہ زرقانی، امام شاہ ولی محدث دہلوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، علامہ شامی، قاضی شوکانی، علامہ محمود آلوسی صاحب روح المعانی، نواب قطب الدین شارح مشکوٰۃ، نواب صدیق حسن خان، مولانا نذیر حسین دہلوی، مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت انور شاہ کشمیری، حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، محدث العصر مولانا ظفر احمد عثمانی۔ (رحمۃ اللہ علیہم)

استدلال: ہمارا دعویٰ بھی یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں جو اس حدیث سے بڑی صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں۔ ظاہر ہے کہ حیات روح کے تعلق کے ساتھ ہی ہوسکتی ہے۔

دوسری حدیث: "من صلّی علیّ عند قبری سمعته و من صلّی علیّ نائیاً ابلغته" جس نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا تو میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے پڑھا تو وہ مجھے (بواسطہ فرشتوں کے) بتلایا جاتا ہے۔ "جلاء الافهام الحافظ ابن القيم وقال غريب جداً" سند: حافظ ابوالشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالرحمن بن احمد الاعرج رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے الحسن ابن الصباح رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابومعاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا۔

منکرین حیات کا مشہور اعتراض

منکرین حیات اس حدیث پاک کی سند پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اس کی سند میں مروان سدی راوی ہے جو ضعیف ہے۔ لیکن ہمارا استدلال مذکورہ بالا سند سے ہے جس میں مروان سدی نہیں ہے۔ اس کے جملہ راوی ثقہ اور معروف ہیں۔ حافظ ابن حجر ابوشیخ کی مذکورہ سند کے بارے میں فرماتے ہیں۔ بسند جید فتح الباری، علامہ سخاوی فرماتے ہیں۔ وسندہ جید (القول البدیع ص ۱۱) حضرت ملاعلی قاری بھی اس کو سند جید فرماتے ہیں۔ مرقات جلد دوم ص ۱۰ نواب صدیق حسن بھی فرماتے ہیں۔ اسنادہ جید (دلیل الطالب ص ۸۴۴) مولانا شبیر احمد عثمانی بھی اس کو سند جید فرماتے ہیں۔ فتح الملہم بحوالہ تسکین الصدور یہ حدیث شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان مرحوم نے حضرو علاقہ چھچھ میں اہل بدعت کے مقابلہ میں پڑھی۔ آپ کی سوانح حیات مصنفہ مولانا محمد عبدالمعبود صاحب کے ص ۳۲۶ پر ہے کہ شیخ القرآن وہاں تشریف لے گئے اور تقریر کی اور مسئلہ توحید بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا اور حضور اقدس ﷺ کی ذات بابرکات کے لئے درود شریف پڑھنے کے فضائل بیان کرتے ہوئے یہ حدیث پڑھی۔ "من

صلّی علیّ عند قبری سمعته ومن صلّی علیّ نائیاً ابلغته'' یعنی نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ جو آدمی میری قبر کے قریب درود شریف پڑھے، میں خود سن لیتا ہوں اور جو شخص دور دراز جگہ میں پڑھے تو اللہ کے فرشتے مجھ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس عقیدہ پر آیات اور احادیث بہت سی ہیں۔ لیکن تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اس لئے ان دو احادیث کے نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہوئے اب اجماع امت کے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

اجماع امت

تبلیغی جماعت کے مشہور بزرگ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ فضائل درود شریف میں حدیث مذکورہ بالا ''من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته'' نقل کر کے فرماتے ہیں۔ اس حدیث پاک میں دوسرا مضمون کہ جو قبر اطہر کے قریب درود پڑھے اس کو حضور اقدس ﷺ بنفس نفیس خود سنتے ہیں۔ بہت ہی قابل فخر، قابل عزت، قابل لذت چیز ہے۔ اس پر آگے چل کر تحریر فرمایا کہ اس روایت میں حضور اقدس ﷺ کے خود سننے میں کوئی اشکال نہیں۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قول بدیع'' میں لکھا ہے کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ زندہ ہیں۔ اپنی قبر شریف میں اور آپ کے بدن اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر اجماع ہے۔ (بحوالہ فضائل درود شریف ص ۴۴)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ حیات متفق علیہ است ہیچ کس را در وے خلاف نیست کہ حیات النبی ﷺ کا عقیدہ متفق علیہ، اتفاقی اجماعی ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۶۱۳)

نواب قطب الدین خان صاحب تحریر فرماتے ہیں: زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی اور دنیا کی سی ہے۔ (مظاہر حق ص ۴۴۵)

قطب ارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں۔ یاد رہے کہ حضرت مولانا حسین علی صاحب واں بھچراں والے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ وہ بھی حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔ ان کی کتاب تحریرات حدیث اور تحفہ ابراہیم میں اس کا ذکر موجود ہے۔ مولانا غلام اللہ خان اور مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری مولانا حسین علی صاحب کے شاگرد ہیں۔

ہمارے استاذ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب روحانی بازی جن کا وصال ۱۹/اکتوبر ۱۹۹۹ء مطابق ۷/۲ جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ کو ہوا جن کی قبر سے مبارک خوشبو آتی رہی۔ ہزاروں لوگوں نے یہ منظر دیکھا بندہ عاجز بھی حضرت کی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور ان کی یہ کرامت دیکھی۔ میانی قبرستان میں حضرت امام الاولیاء شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کی قبر مبارک کے احاطہ میں ہی حضرت استاد مکرم کی قبر مبارک ہے۔ حضرت لاہوری کی قبر مبارک سے بھی خوشبو آنا مشہور واقعہ ہے۔ ان بزرگوں کی یہ کرامت مذہب اہل سنت والجماعت دیوبندی مسلک کی حقانیت کی دلیل ہے۔ اگر یہ لوگ مشرک ہوتے (جیسا کہ بعض غالی قائلین حیات النبی ﷺ پر یہ فتویٰ دیتے ہیں) تو کبھی ان کی قبروں سے خوشبو نہ آتی اور اہل بدعت ان کو گستاخ رسول ﷺ اور بے ادب ہونے کا الزام دیتے ہیں۔ اگر یہ اکابر معاذ اللہ گستاخ یا بے ادب ہوتے تو کبھی ان کی قبروں سے خوشبو ہرگز نہ آتی۔ اصل تو قرآن وحدیث اور اجماع امت کے دلائل ہیں۔ یہ واقعات ان کے مؤید ہیں۔

حضرت شیخ محمد موسیٰ صاحب نے ترمذی شریف کے سبق میں یہ مسئلہ تفصیل سے لکھوا دیا تھا۔ اختصار کی وجہ سے صرف اتنا نقل کر رہا ہوں کہ حضرت نے فرمایا کہ: ''امت کا اتفاق ہے۔ اس بات پر کہ انبیاء علیہم السلام قبروں میں سنتے ہیں۔ کسی اہل سنت والجماعت کا اس میں اختلاف نہیں صرف معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کا اختلاف ہے۔''

عام سماع موتیٰ

شیخ محمد موسیٰ صاحب روحانی بازی نے تو عام سماع موتیٰ پر بحث فرمائی اور دلائل لکھوائے اور منکرین سماع موتیٰ کے دلائل کا رد فرمایا اور فرمایا کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔

آج کل بعض غالی قائلین سماع موتیٰ کی مشرک کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اپنی تفسیر جواہر القرآن میں لکھا ہے کہ سماع موتیٰ کا مسئلہ زمانہ صحابہ سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔ یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے نہیں جن کی نفی یا اثبات پر کفر واسلام کا مدار ہو بلکہ یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے، جس میں بحث وتمحیص ونظر وتحقیق کی گنجائش ہے۔ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دو رائیں رہی ہیں۔ کچھ علماء کرام کی یہ رائے رہی ہے کہ مردے سنتے ہیں۔ جب کہ دوسرے علماء کرام نے اپنی تحقیق کی بناء پر سماع موتیٰ کی نفی کی ہے۔ علماء کرام کی ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں جن پر انہوں نے اپنی اپنی رائے اور تحقیق کی بنیادیں استوار کی ہیں جو علماء سماع موتیٰ کی نفی کرتے ہیں۔ ان کا استدلال ظواہر قرآن اور احادیث صحیحہ سے جب کہ قائلین سماع بھی صحیح حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔ (تفسیر جواہر القرآن ج ۲ ص ۹۰۲) شیخ القرآن صاحب کی سوانح حیات کے ص ۳۵۰ پر بھی یہ عبارت جواہر القرآن کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے۔

منکرین حیات کا مغالطہ

یہاں منکرین حیات یہ مغالطہ دیا کرتے ہیں کہ عام سماع موتیٰ اور سماع انبیاء علیہم السلام کو ملا جلا دیتے ہیں۔ حالانکہ سماع انبیاء بقول حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اجماعی مسئلہ ہے اور عام سماع موتیٰ اختلافی ہے۔ یہی وجہ ہے عند القبر سماع درود وسلام پر خود مولانا غلام اللہ صاحب نے بھی دستخط فرمائے اور عام سماع موتیٰ کے بارے میں بھی یہ فرمایا ہے کہ: ''قائلین سماع بھی صحیح احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔'' ظاہر ہے کہ صحیح احادیث قرآن کے خلاف تو نہیں ہو سکتیں۔ صحیح احادیث تو قرآن مجید کی تشریح اور تفسیر ہیں۔ لہٰذا عام سماع موتیٰ کے عقیدے کو بھی قرآن مجید کے خلاف کہنا صحیح نہیں اور جو اس پر شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ وہ بھی غور فرمائیں کہ جب بقول شیخ القرآن اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے اختلاف چلا آرہا ہے تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو سماع موتیٰ کے قائل ہوں گے تو کیا ان پر بھی اشاعت التوحید والسنۃ والے شرک کا فتویٰ لگائیں گے۔ (معاذ اللہ) جب کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفر وشرک بدعت حتیٰ کہ ریاکاری سے بھی پاک اور قطعی جنتی رضی اللہ عنہم کے مصداق اور ساری امت کے لئے معیار حق وصداقت اور معیار ایمان معیار ہدایت ہیں۔ ان کی شان سے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پاک ہستیوں کی بے ادبی سے محفوظ رکھیں۔ آمین!

دار العلوم دیوبند کا فتویٰ

استفتاء ۱۹۹۸ء کے جواب میں حضرت مفتی مہدی حسن مفتی دار العلوم فرماتے ہیں: ''آنحضرت ﷺ

اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں۔ آپ کے مزار پر پاس کھڑے ہو کر جو سلام کرتا ہے اور درود پڑھتا ہے۔ آپ خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ ہمارے کان نہیں کہ ہم سنیں۔ آپ اپنے مزار میں حیات ہیں۔ مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بجسدہ و روحہ ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے۔ وہ غلط کہتا ہے وہ بدعتی ہے خراب عقیدہ والا ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔'' آگے چند احادیث نقل فرمائی ہیں۔ یہ فتویٰ ۱۳/ جمادی الاوّل ۱۳۷۶ھ کا ہے۔ آخر میں حضرت سید مہدی حسن دار العلوم دیوبند کے دستخط اور دار العلوم دیوبند کی مہر ہے۔

اس کی تصدیق فرمانے والے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، حضرت مولانا ضیاء اللہ مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا محمد رسول خان اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ، تسکین الصدور ص ۵۰۔ مقام حیات کے آخر میں حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے ۱۴۰۵ میں مفتی دار العلوم دیوبند مولانا مفتی ظفر الدین صاحب کا مفصل فتویٰ تحریر فرمایا ہے جو بہت مفصل اور مدلل ہے۔ اس پر دوسرے مفتی حضرات نے بھی دستخط فرمائے۔ اس مفصل فتویٰ میں مذکورہ بالا حضرت مفتی مہدی حسن صاحب کا فتویٰ بھی دیا ہے۔

الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی کتاب کا ذکر

حضرت مولانا نور محمد قادری تونسوی صاحب مدظلہ نے اس مسئلہ پر ایک اہم کتاب لکھی ہے جو بہت عام فہم ہے۔ جس پر امام المناظرین حضرت مولانا محمد امین نور اللہ مرقدہ کی بھی تقریظ موجود ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی عبارت جس پر فریقین نے دستخط کئے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اس پر ملک کے نامور مفتیان کرام نے دستخط کئے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اس کے متعلق ملک کے نامور مفتیان کرام سے اس کی شرعی حیثیت معلوم کر کے کتاب میں شامل فرما دی۔ تیس فتاویٰ جات ہیں، جن میں یہ بتایا گیا کہ قاری صاحب مرحوم کا فیصلہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے جو اس کو تسلیم نہ کرے۔ وہ گمراہ مبتدع خراب عقیدہ والا اور اہل سنت سے خارج ہے۔ اس کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ اس کتاب میں اہل سنت والجماعت کے اس عقیدہ کو'' عالم قبر کی کارروائی روح اور جسم عنصری کے مجموعہ پر وارد ہوتی ہے'' کو قرآن مجید کی باون آیات اور ایک سو تین احادیث نبویہ متواتر سے ثابت کیا ہے اور منکرین عذاب قبر کے تمام عقلی نقلی شبہات کا معقول اور طویل طریقہ سے رد کیا گیا ہے اور پھر ان دلائل کے علاوہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصی وامتیازی حیات قبر کے تینتالیس دلائل بیان کئے ہیں۔ یہ کتاب علماء، طلباء اور عوام کے لئے بہت ہی مفید ہے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کا فتنہ

حضرت مولانا نور محمد صاحب تونسوی قادری مدظلہ نے اس کتاب کی ابتداء میں تحریر فرمایا ہے کہ مسئلہ حیات الانبیاء کا وہی مقام ہے جو حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ کیونکہ کتاب وسنت اور اجماع کے جن دلائل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ روح مع الجسم العنصری آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت سے پہلے اسی طرح آسمان سے زمین پر نازل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بالکل اسی قسم کے دلائل سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بعد الوفات بہ تعلق روح مع الجسد العنصری ثابت ہوئی اور تردید کرنے والوں کا انداز بھی ملتا جلتا ہے۔ یہی وجہ ہے بعض منکرین حیات النبی ﷺ خود عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ یہ کتاب انجمن خدام الاسلام باغبانپورہ لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے انکار کے خطرناک نتائج

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ فاضل دیوبند فرماتے ہیں کہ کرامیہ کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی وفات کے بعد صرف حکمی طور پر نبی ورسول ہیں۔ آپ ﷺ حقیقت میں اس وقت رسول نہیں رہے۔ آپ ﷺ کا روح وبدن علیحدہ علیحدہ ہے۔ کسی کو کسی سے علاقہ نہیں۔ اس عقیدہ کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ روضہ انور میں جسم اطہر کو بے جان کہیں۔ اس فاسد عقیدے کو پھیلانے کے لئے انہوں نے روضہ منورہ کی حیات جسمانی کو تختہ مشق بنایا اور احادیث کی یکسر تکذیب کر دی۔ نبوت کے لئے شعور لازم ہے۔ علم واحساس کے بغیر اس کا تقوم نہیں۔ نبی سے نیند کی حالت میں بھی اس کی نفی نہیں ہوتی۔ انہیں علم ہوتا ہے کہ ان کا وضو باقی ہے یا نہیں، انہیں کبھی احتلام نہیں ہوتا۔ جب نبی سے اس شعور کا انتفاء ہو جائے گا۔ اب انہیں رسول کہنا ایک مجازی تعبیر ہوگی۔ کرامیہ کہتے ہیں حضور ﷺ وفات پانے کے بعد پردہ قبر میں گئے تو وہاں جسد اطہر جماد محض ہے۔ صرف اکراما محفوظ ہے۔ روح کا اس بدن سے کوئی تعلق نہیں۔ (مقام حیات ص ۴۷)

یہی وجہ ہے کہ علماء اہل سنت نے کرامیہ کا سختی سے رد فرمایا اور اس پر مستقل کتابیں لکھیں۔ جیسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات انبیاء علیہم السلام پر مستقل رسالہ لکھا۔ اس طرح امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اور دیگر علماء کرام نے بھی کرامیہ کا رد کیا اور عقیدہ حیات النبی ﷺ کو دلائل سے ثابت کیا کہ انبیاء علیہم السلام قبور مبارکہ میں زندہ ہیں اور وفات کے بعد بھی حقیقی نبی ہیں نہ کہ مجازی۔

تفصیل کے لئے مقام حیات کا مطالعہ فرمائیں۔ ماہنامہ حق چاریار لاہور کے پرچہ نومبر ۲۰۰۴ء میں مقام حیات ہی کے حوالے سے حیات النبی ﷺ کے انکار کا پس منظر کے عنوان سے مولانا نور محمد تونسوی قادری صاحب مدظلہ نے اہم مضمون لکھا ہے اور آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ سب سے پہلے عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار کس نے کیا اور انکار حیات النبی ﷺ کے پس پردہ کیا۔ کیا مضرات ہیں اور حیات النبی ﷺ کے انکار پر کتنے مفاسد کی بنیاد رکھی گئی ہے اور اس سے آپ کو عقیدہ ہذا کی حقیقت اور حیثیت بھی بخوبی معلوم ہو جائے گی اور یہی بندہ عاجز کا مقصد ہے۔ ماہنامہ حق چاریار نومبر ۲۰۰۴ء اس لئے اس مسئلہ کو معمولی نہ سمجھیں۔ یہ عقیدے کا مسئلہ ہے اور انتہائی اہم ہے۔ اس لئے علماء اہل سنت کے لئے اس عقیدہ کی تبلیغ نشر واشاعت لازمی ہے اور منکرین حیات کے فتنہ سے آگاہ کرنا اور عوام کو بچانا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مذہب اہل سنت والجماعت دیوبندی مسلک پر تازندگی استقامت عطاء فرمائے۔ اخلاص اور خاتمہ بالخیر اور اپنی رضا نصیب فرمائے اور اپنے اکابر کے دامن سے وابستہ رکھے اور ان کے مسلک ومشرب کی تبلیغ خدمت دفاع کی توفیق عنایت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم!

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم!

وما ارید الا اصلاح وما علینا الا البلاغ المبین!